خدام اہلسنت کی دُعا

از حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب بانیٔ تحریک خدام اہلسنت پاکستان

۲ محرم ۱۳۹۳ھ — ۶ فروری ۱۹۷۳ء

خدایا اہلِ سُنّت کو جہاں میں کامرانی دے
خلوص و صبر و ہمت اور دیں کی حکمرانی دے

تیرے قرآن کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں
رسول اللہؐ کی سُنّت کا ہر سُو نُور پھیلائیں

وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروںؓ کی صداقت کو
ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو

صحابہؓ اور اہلِ بیتؓ سب کی شان سمجھائیں
وہ ازواجِ نبیِ پاکؐ کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو
تو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو

صحابہؓ نے کیا تھا پرچمِ اسلام کو بالا
انہوں نے کر دیا تھا روم و ایراں کو تہ و بالا

تیری نصرت سے پھر ہم پرچمِ اسلام لہرائیں
کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں

تیرے کُن کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل
عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبہ کامل

ہو آئینی تحفظ[1] ملک میں ختمِ نبوت کو
مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

تو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی
رسولِ پاکؐ کی عظمت، محبت اور اطاعت کی

ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے
تیری راہ میں ہر ایک سُنّی مسلماں وقف ہو جائے

تیری توفیق سے ہم اہلِ سُنّت کے رہیں خادم
ہمیشہ دینِ حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہرِ ناداں
تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری رضواں

؎ الحمدللہ تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلافت راشدہ حق چار یارؓ

نظام خلافت راشدہ زندہ باد

تحریکِ خدّامِ اہلسنّت والجماعۃ پاکستان کا ترجمان
نظامِ خلافتِ راشدہ کا داعی

ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم لاہور

زیر سرپرستی

قائد اہلسنّت وکیل صحابہؓ مظہر شریعۃ وطریقت حضرۃ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ

بانی و امیر تحریکِ خدّام اہلسنّت پاکستان، چکوال فون نمبر ۲۴۳۴

مدیر مسئول

حکیم حافظ محمد طیّب

جلد: ۳ شمارہ: ۲/۱ محرم الحرام/صفر المظفر ۱۴۱۱ھ اگست/ستمبر ۱۹۹۰ء سالانہ چندہ -/۶۰ روپے فی شمارہ -/۷ روپے

سالانہ بدل اشتراک برائے بیرون ممالک بذریعہ ہوائی جہاز رجسٹری

ریاستہائے متحدہ امریکہ -/۲۲۰ روپے
ہانگ کانگ، نائیجیریا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، برطانیہ، جنوبی افریقہ، ویسٹ انڈیز، برما، انڈیا، بنگلہ دیش، تھائی لینڈ۔ -/۱۸۰ روپے
سعودی عرب، عرب امارات، مسقط، بحرین، عراق، ایران، مصر، کویت -/۱۵۰ روپے

رابطہ: دفتر ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور۔ مدینہ بازار، ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور فون نمبر ۴۱۶۱۰۷

ناشر: حکیم حافظ محمد طیب، مطبع افضل شریف پرنٹرز، مقام اشاعت دفتر ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور، مدینہ بازار ذیلدار روڈ، اچھرہ لاہور

اس
شمارے
میں

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ

ماہنامہ "حق چار یار رضؓ" کے گذشتہ شمارہ (ذیقعدہ و ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ) میں میرا ایک مضمون بعنوان "شیعہ۔ محرم اور ماتمی جلوس" شائع ہو چکا ہے جس میں اہلِ تشیع کی مستند کتب سے حضور خاتم النّبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور ائمۂ اہل بیت امام محمدؒ باقر۔ امام جعفر صادق حتیٰ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ کے ارشادات سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ شیعوں کا یہ ماتم مروّجہ ناجائز اور حرام ہے لیکن اس کے باوجود ماہ محرّم جب آتا ہے تو اہلِ حکومت، سیاسی زعماء اور قومی لیڈروں کے اس قسم کے بیانات اخبارات میں شائع کیے جاتے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ مروّجہ ماتم ارکانِ اسلام کا کوئی رکن اعظم ہے اور ماتمی جلوسوں کا تحفّظ کوئی شرعی فریضہ ہے اور اہلِ تشیع کی اصطلاح میں ان رسوم ماتم کا نام عزاداری حسینؓ ہے اور اس کے تحفّظ و بقا کو نہ صرف شیعہ علماء و زعماء بلکہ اہلسنّت والجماعت کے بعض رواداری لیڈر بھی اس کو معیوب نہیں سمجھتے بلکہ اس کی تائید کرتے ہیں۔

شیعہ علماء اور عزاداری

① گذشتہ شمارہ میں ہم نے شیعوں کے نائب امام خمینی کے خطبۂ محرم کے بعض اقتباسات پیش کیے تھے جس میں یہ بھی تھا کہ: یہی گریہ ہے جس نے ہماری حفاظت کی ہے۔ علماء کا وظیفہ ہے کہ وہ مصائب امام حسین علیہ السلام بیان کریں اور عوام کا وظیفہ ہے کہ وہ اپنے باعظمت ہاتھوں سے سینہ زنی کریں۔ یہ ہاتھ جن سے سینہ زنی ہوتی ہے باعظمت ہاتھ ہیں الخ

(ہفت روزہ شیعہ لاہور یکم تا ۸ جنوری ۱۹۸۰ء)

(۲) ہفت روزہ "رضاکار" لاہور کے سید الشہداء نمبر ۱۴۱۱ھ میں بعنوان "امام خمینی اور عزاداری" ملفوظات خمینی شائع ہوئے ہیں جس میں یہ لکھا ہے کہ:۔ محرم سید الشہداء اور سرور اولیاء کے عظیم قیام کا سینہ ہے کہ جنہوں نے طاغوت کے خلاف اپنے قیام سے انسان کو باطل کی سرکوبی کی تعلیم دی اور انہوں نے ظالم کو فنا کرنے اور ستمگر کو شکست دینے کا راستہ خود کو فنا کرنے اور قربانی دینے میں قرار دیا ——— سید الشہداء سلام اللہ علیہ نے قیام کیا۔ اس لیے کہ معاویہ اور اس کے بیٹے نے اسلامی تعلیمات کو مسخ کر دیا تھا الخ

تبصرہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں خمینی کا یہ بیان سراسر غلط ہے کیونکہ اگر حضرت معاویہؓ نے اسلامی تعلیمات کو مسخ کیا ہوتا تو امام حسینؓ ان کے اقتدار کو چیلنج کرتے۔ حالانکہ آپ حضرت معاویہؓ سے وظائف وصول کرتے رہے۔ اگر حضرت معاویہؓ کی حکومت ایسی ہوتی تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنی خلافت سے دستبردار کیوں ہوتے۔ مزید تفصیلات میری کتاب "دفاع حضرت معاویہ" میں ملاحظہ فرمائیں۔ باقی رہا یزید تو اس نے جو کچھ کیا اس کے ذمہ دار حضرت امیر معاویہؓ نہیں ہو سکتے۔ قرآن مجید میں ہے۔ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔ ہر ایک اپنے گناہوں کے بوجھ کا خود ذمہ دار ہے۔ کوئی قیامت میں کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

(۳) بعنوان "شہید حسینی اور عزاداری" مولوی عارف الحسینی کے خطاب کے بعض اقتباسات حسب ذیل ہیں:

"میرے نزدیک عزاداری سید الشہداء علیہ السلام افضل العبادات اور شعائر اللہ میں سے ہے۔ عزاداری ہی کی برکت سے شیعہ قوم دنیا میں باقی ہے ——— ہم نے حکومت پاکستان کو جو مطالبات پیش کیے ہیں ان میں تحفظ عزاداری کا خصوصی طور پر ذکر موجود ہے۔" (میرپور آزاد کشمیر کے مصالحتی وفد سے خطاب، مئی ۱۹۸۵ء ایضاً سید الشہداء نمبر ص ۹)

تبصرہ لفظ عزاداری کا معنی ماتم کرنا ہی غلط ہے۔ عزا کا معنی صبر ہے۔ چنانچہ لغت کی مشہور اور ضخیم کتاب قاموس میں ہے: العزاء الصبر۔ عزاء کا معنی صبر ہے اور تعزیہ کا معنی دوسرے کو صبر دلانا ہے۔ چنانچہ قاموس میں ہے۔ عزاہ تعزیۃ۔ اس کو صبر دلایا۔ کہاں صبر اور

کہاں ماتم (منہ پیٹنا اور سینہ کوٹنا وغیرہ) اور تعزیت مسنون ہے یعنی میت کے گھر والوں کے پاس جا کران کو صبر دلانا اور ماتم مروجہ تو صبر کے منافی ہے۔ چنانچہ امام محمد باقر سے جزع کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ:

"اشد جزع سے رونا پیٹنا، منہ پر طمانچے مارنا، سینہ کوٹنا، سر کے بال نوچنا اور نوحہ کرانا ہے۔ یہ صورت ترکِ صبر کی ہے اور صحیح طریقہ کو چھوڑنا ہے۔ (شافی ترجمہ فروع کافی جلد اوّل صفحہ ۱۸۶۔ باب ۷۹، صبر و جزع و استرجاع)

یہ روایت شیعہ مذہب کی اصح الکتب فروع کافی کی ہے جس میں امام محمد باقر نے افعالِ ماتم کا ذکر کر کے اس کو صبر کے خلاف قرار دیا ہے۔ اگر شیعہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق وغیرہ ائمہ کو معصوم اور انبیائے سابقین علیہم السلام سے افضل قرار دیتے ہیں تو پھر ان کے اس واضح ارشاد کی نافرمانی کیوں کرتے ہیں بلکہ ان کی نافرمانی کو عزاداری کے نام پر افضل العبادات مانتے ہیں اور وہ اسی ماتم — کو اپنے وجود اور بقا کا سبب تسلیم کرتے ہیں۔ آخر یہ کونسی محبت ہے جس کا وہ زور شور سے دعویٰ کرتے ہیں۔

بیان ساجد نقوی

تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے ایک قائد مولوی ساجد علی نقوی نے محرم الحرام کی آمد کے سلسلہ میں دفتر تحریک میں کارکنوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ: حضرت امام حسین نے پیغمبر پاک کی تعلیمات اور انسانی معاشرے کے لیے ان کے لائے ہوئے صالح نظام میں تغیر و تبدل کی ہر سعی کے خلاف آواز بلند کی۔ انہوں نے کہا اگر امام حسین قیام نہ فرماتے تو آج شریعتِ محمدی کے ساتھ بھی وہی ہوتا جو دوسرے انبیاء کی تعلیمات سے ہوا — انہوں نے امت مسلمہ کے تمام فرقوں سے اپیل کی کہ محرم الحرام کے دنوں میں صبر و تحمل اور رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسی کوئی بات نہ کریں جس سے کسی بھی مسلمان کی دل آزاری ہو۔ انہوں نے کہا کہ عقائد کے مطابق مذہبی رسومات اور عبادات کو بجالانا ہر پاکستانی کا آئینی اور قانونی حق ہے۔ انہوں نے کہا کہ اہالیان پاکستان کسی بھی شرپسند عناصر کا آلہ کار نہ بنیں تاکہ محرم الحرام میں امن و امان کا مسئلہ پیدا نہ ہو۔ انہوں نے حکومت پر زور دیا کہ شرپسند عناصر پر کڑی نگاہ رکھے اور قانون کی گرفت کو بلا رعایت مضبوط کرے۔" (جنگ راولپنڈی ۲۴ جولائی ۱۹۹۰ء)

② ساجد علی نقوی نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ: آج اگر ہم مسلمان ہیں اور قرآن و سنت کی عظیم نعمت سے بہرہ ور ہیں تو یہ نواسۂ رسول مقبول سید الشہداء حضرت امام حسین کی لازوال اور بے مثال قربانی کا ہی ثمرہ ہے۔ اسی لیے ایک مسلمان ہونے کے ناطے حضرت امام مظلوم ہم پر یہ حق رکھتے ہیں کہ ہم حسینی پیغام اور مشن کو زندہ و جاوید رکھیں —— انہوں نے کہا کہ یاد شہیدان کربلا و مظلوم کربلا کو زندہ رکھنے کا بہترین ذریعہ عزاداری سید الشہداء ہے۔" (جنگ راولپنڈی ۲۵ جولائی ۱۹۹۰ء)

③ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے قائد ساجد نقوی نے کہا کہ حضرت امام حسین رضؓ مسلمانوں کے درمیان اتحاد کی علامت ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت امام حسین نے اسلام کی تعلیمات پر سختی سے عمل کرتے ہوئے اسلام کو یزیدیت سے بچایا۔ ساجد نقوی نے علماء، دانش وروں اور محققین سے اپیل کی کہ وہ عوام کو حسینیت کی اصل روح سے آگاہ کریں۔

تبصرہ حسینیت کی اصل رُوح تو اتباعِ سنّت ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔ (سورہ آل عمران آیت ۳۱) ترجمہ: آپ فرما دیجئے اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتّباع کرو۔ خدا تعالیٰ تم سے محبّت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے اور بڑی عنایت فرمانے والے ہیں۔ (حضرت تھانویؒ)
یہ ماتم مروجہ اور ماتمی جلوسوں کے مظاہرے تو حسینیت کے سراسر خلاف ہیں جن کے تحفظ کے لیے آپ شیعہ قوم کو منظم کر رہے ہیں۔

حامد موسوی کا بیان

تحریک نفاذِ فقہ جعفریہ کے دوسرے قائد مولوی حامد علی موسوی کا بیان ہے کہ: اسوۂ شبیری پر عمل پیرا ہو کر دنیا و آخرت میں کامیابی اور عالمِ اسلام کو درپیش موجودہ تمام مسائل و مشکلات پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ محرم الحرام کے آغاز پر اپنے خصوصی پیغام میں آغا سید حامد علی موسوی نے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور ملک کے عوام سے پُرزور اپیل کی کہ وہ ماہ محرّم کی عزت و حرمت کے پیش نظر ہر قسم کی اشتعال انگیزی اور منافرت بازی کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے باہمی مروّت بھائی چارے اور رواداری کے پُرخلوص جذبات کو فروغ دیں الخ (جنگ راولپنڈی ۲۴ جولائی ۱۹۹۰ء)

تبصرہ ان ماتمی ہنگامی آرائیوں کا اسوۂ شبیری سے کیا تعلق ہے۔ محرم اور جہلم کے یہ مروجہ ماتمی جلوس ہی پاکستان میں منبع مشکلات ہیں۔ اگر ماتمی جلوس بند کر دیے جائیں تو ملک وملت کے لیے امن وسلامتی کا ایک راستہ کھل سکتا ہے۔ کیا موسوی صاحب اخلاص سے اسوۂ شبیری کی اتباع چاہتے ہیں۔ جب وقتِ شہادت خود حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی ہمشیرہ حضرت زینب اور اپنے اہل وعیال کو منہ پیٹنے اور سینہ کوٹنے سے منع فرما دیا تو اس کے باوجود اہلِ تشیع کو ماتمی مظاہروں میں آخر کس مشن کی تکمیل مقصود ہے

پروفیسر طاہر القادری پاکستان عوامی تحریک کے چیئرمین اور ادارہ منہاج القرآن کے بانی وسرپرستِ اعلیٰ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کہا کہ شہادتِ حسین سے امن۔ ایثار اور قربانی کا سبق ملتا ہے۔ لیکن یہ بڑے افسوس اور بدقسمتی کی بات ہے کہ محرم الحرام کا مہینہ شروع ہوتے ہی ملک میں فرقہ واریت۔ قتل وغارت اور بدامنی پھیل جاتی ہے۔ یہ بات انہوں نے عظمت حسین کانفرنس منعقدہ تحصیل فیروز والہ میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ محبت حسین اور تعلق حسین کو فقط رسمی نہ رہنے دیا جائے بلکہ اسے عملی زندگی میں اپنانے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ظاہراً اسلام کا نام لینا اور درپردہ اسلام کو نقصان پہنچانا اور دین سے منافقت کرنا یزیدی کردار ہے جبکہ اپنا سب کچھ لٹا کر اسلام کو سربلند کر دینا حقیقت میں حسینی کردار ہے۔ انہوں نے کہا کہ امام حسین خود شہید ہو گئے مگر امت کو جینا سکھا گئے الخ

(مساوات لاہور ۳ اگست ۱۹۹۰ء)

تبصرہ قادری صاحب کی سیاسی پارٹی کا نام "پاکستان عوامی تحریک" ہے جس میں اسلام یا اسلام کی نشاندہی کرنے والا کوئی لفظ بھی نہیں ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ وہ میدانِ سیاست میں کود کر کونسا کھیل کھیلنا چاہتے ہیں۔ پھر انہوں نے جو ساجد نقوی کی مذہبی تنظیم "تحریک نفاذ فقہ جعفریہ" سے جو اشتراک کیا ہے اس سے آپ کے مجوزہ اسلامی نظامِ حکومت کا پول کھل گیا ہے۔ شیعہ تنظیموں کا تو اوڑھنا بچھونا ہی مروجہ ماتم اور ماتمی جلوس ہیں اور خود شیعہ علماء حتیٰ کہ ان کے امام خمینی بھی یہی اعتراف کرتے ہیں کہ ان کے مذہب کا بقا ان ماتمی مظاہروں ہی سے ہے۔ چنانچہ خطبۂ خمینی اور عارف الحسینی وغیرہ کی تقاریر کے اقتباسات پہلے پیش کر دیے گئے ہیں۔

بعد از قادری صاحب سے سوال یہ ہے کہ آپ ہر باطل کو مٹانے کے مدعی ہیں۔ منکرات کو ختم کرنا آپ اپنا نصب العین قرار دیتے ہیں۔ کیا مروجہ ماتمی جلوسوں پر بھی آپ نے زبان و قلم سے کبھی کی ہے؟ حالانکہ ماتمی مظاہرے یعنی منہ پیٹنا اور سینہ کوٹنا، زنجیر زنی وغیرہ ائمہ اہل بیت کے ارشادات میں بھی ممنوع قرار دیے گئے ہیں حتیٰ کہ امام حسینؓ نے آخری وصیت میں بھی اس کی واضح ممانعت فرمادی ہے۔ تو پھر آپ ان اشد المنکرات کا نام تک بھی کیوں نہیں لیتے۔ آپ تو اس مقولہ کا صحیح مصداق ہیں کہ —— ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور

عین غین کراروی

شیعہ مجلس علمائے پاکستان کے سیکرٹری جنرل اور صوبائی امن کمیٹی کے رکن علامہ علی غضنفر کراروی نے کہا کہ ملک میں جو سیاسی و امن عامہ کی صورت حال ہے اس کے پیش نظر سنی شیعہ اور دیوبندی، اہل حدیث کی بات کرنا ملی اتحاد کے قتل کے مترادف ہے۔ انہوں نے کہا کہ محرم غیر محرم میں مسلمانوں کا باہمی اتحاد ملتِ اسلامیہ کی زندگی ہے جس کی حفاظت کرنا ہم سب کا اولین فریضہ ہے۔" (مرکز لاہور ۲ اگست ۱۹۹۰ء)

تبصرہ

یہ عین غین کراروی صاحب مجلس عمل تحفظ ختم نبوت میں بھی گھسے رہتے ہیں اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کا احتجاج ہو تو اس میں بھی شامل ہوتے ہیں۔ سرکاری ڈیوٹی بھی ادا کرتے ہیں۔ محرم کے ماتمی جلوسوں کو پُرامن رکھنے کے لیے اس دفعہ صوبائی حکومت نے متعدد مقامات پر اہلِ تشیع کے پاس بھیجا ہے۔ صوبائی امن کمیٹی کے رکن ہونے کی حیثیت سے اب وہ یہ وعظ فرما رہے ہیں کہ ملی اتحاد قائم کرنے کے لیے سنی شیعہ۔ دیوبندی اہل حدیث کی بات کرنا چھوڑ دیں کیونکہ یہ ملی اتحاد کے قتل کے مترادف ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ خود اس پر عمل کریں اور "شیعہ مجلس علمائے پاکستان" کو توڑ دیں یا خود اس سے مستعفی ہو جائیں کیونکہ اس میں لفظ شیعہ آگیا ہے اور شیعہ کے عنوان سے کام کرنا اتحادِ ملی کو گویا کہ قتل کرنا ہے۔ کیا کراروی صاحب کو ہماری یہ عرضداشت منظور ہے۔

سرکاری بیانات

وزیراعلیٰ پنجاب

پنجاب کے وزیراعلیٰ نواز شریف نے مختلف مکاتبِ فکر پر زور دیا ہے کہ وہ قوم کے بہترین مفاد میں باہمی رواداری۔ اعتماد، افہام و

تفہیم کا مظاہرہ کریں۔ آج یہاں سول سیکرٹریٹ میں منعقدہ اتحاد بین المسلمین کانفرنس میں اپنے اختتامی کلمات میں وزیر اعلیٰ نے کہا کہ اس وقت نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں پر زبردست خطرات کا سامنا ہے اور ملک نہایت ہی نازک دور سے گذر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں امن و امان کی خراب صورتحال پر عوام سماجی مذہبی اور سیاسی تنظیموں کے تعاون سے ہی قابو پایا جاسکتا ہے۔ انہوں نے خیال ظاہر کیا کہ مسلمانوں کو قطع نظر فرقوں یا طبقوں کے اپنے رویّوں سے امن اور محبت کا اظہار کرنا چاہیئے۔ انہوں نے یہ بات زور دے کر کہی کہ ان عناصر کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے جو فرقہ وارانہ اختلافات کو ہوا دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایسے عناصر کے ساتھ سختی سے نپٹا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ تمام مسلمان ایک ہیں اور انہیں تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو الگ الگ کرنے کے لیے فرقہ پرستی کو ہوا دی جارہی ہے۔ فرقہ پرستی نہ صرف پنجاب اور پاکستان کے لیے خطرناک ہے بلکہ یہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے لیے نہایت مہلک ہے اور اسے ابتدا ہی میں کچل دینا چاہیئے۔"

(مرکز۔ اسلام آباد۔ ۲۷ جون ۱۹۹۰ء)

(۲) وزیر اعلیٰ نواز شریف نے (ایک مشترکہ اجلاس میں جس میں علماء کے علاوہ اہم سیاسی اور سرکاری شخصیات بھی موجود تھے) کہا کہ: صوبہ میں مذہبی منافرت پیدا کرنے کے لیے جو کوئی شخص بھی اشتہار بازی یا تقریر کرے گا اسے کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ انہوں نے ہوم سیکرٹری کو ہدایت کی کہ پنجاب کے چپہ چپہ میں اس بات کا انتظام کیا جائے کہ کہیں بھی مذہبی منافرت کی بات نہ ہو اور مذہبی منافرت کے واقعات کا سختی سے نوٹس لیا جائے لیکن اس کے باوجود اگر کوئی شخص مذہبی منافرت پیدا کرنے پر تلا ہوا ہے تو ہم سب کا دشمن ہے اور ہم اسے معاف نہیں کریں گے۔ مجرم مجرم ہے چاہے کوئی مسلم لیگ کا فرد ہو یا اس کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہو۔ انہوں نے کہا کہ بطور وزیر اعلیٰ وہ انصاف کے علاوہ کسی اور جانب نہیں دیکھیں گے کیونکہ کافروں کی حکومت تو قائم رہ سکتی ہے مگر ظالموں کی حکومت قائم نہیں رہ سکتی —— ایسے لوگوں کو نیست و نابود کر دیا جائے گا جو مسلمان بھائی کو مسلمان بھائی سے لڑانے کی کوشش کریں گے —— انہوں نے کہا کہ آج جس ضابطۂ اخلاق کی منظوری دی گئی ہے اس سے پنجاب اور پاکستان میں مختلف فرقوں کے درمیان افہام و تفہیم کی فضا پیدا کرنے میں مدد ملے گی۔ انہوں نے کہا کہ جس طرح جھنگ میں امن کمیٹی قائم کی گئی ہے اسی طرح

کی کمیٹیاں پنجاب کے ایسے علاقوں میں بھی قائم کی جائیں گی جو فرقہ واریت کے لحاظ سے حساس علاقے ہیں۔ فرقہ واریت کو اسلام کے منافی قرار دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ انہیں یہ پہلے علم نہیں تھا کہ بریلوی، شیعہ یا سُنّی کیا چیزیں ہوتی ہیں۔ انہیں وزیراعلیٰ بننے کے بعد ان باتوں کا پتہ چلا ہے لیکن ذاتی طور پر میں ان باتوں کو ماننے کے بعد جاننے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ کیونکہ ہمارا اگر قرآن ایک ہے خدا ایک ہے اور رسول ایک ہے تو پہلے شیعہ یا سُنّی ہونے کی بات سمجھ نہیں آتی۔ ہم ایک خدا اور ایک رسول ماننے والوں کو شیعہ سُنّی ہونے کے بجائے مسلمان رہنا چاہیئے۔

(نوائے وقت راولپنڈی ۲۷ جون ۱۹۹۰ء)

تبصرہ

نواز شریف بوجہ وزیراعلیٰ پنجاب تو اسمبلیاں ٹوٹنے کے بعد مرحوم ہو چکے ہیں۔ یہ اقتدار آنی جانی چیز ہے۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ پھر پنجاب کے وزیراعلیٰ بن سکیں گے یا نہیں۔ ہمیں سابق وزیراعلیٰ پنجاب کی اس پہلو سے قدر تھی کہ انہوں نے اپنے کاروبار میں کروڑوں روپے کا نقصان اٹھانے کے باوجود بھی بے نظیر حکومت کے مقابلے میں نہ جھکے ہیں نہ دبے ہیں لیکن انہوں نے علماء وغیرہ کے اس اجلاس میں جو وعظ فرمایا ہے اس کی ہم تائید نہیں کر سکتے بلکہ اس کی تردید کو ہم شرعی فریضہ سمجھتے ہیں اور افسوس ان علماء پر ہے جو نواز شریف کے اس وعظ کو سُن کر مہر بلب رہے ہیں اور ایسے سرکاری اجلاسوں میں عموماً درباری علماء ہی ہوتے ہیں جو "جی حضور" سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتے الا ماشاء اللہ۔

(۲) اگر میاں نواز شریف صاحب کو وزیراعلیٰ بننے سے پہلے سُنّی و شیعہ کا فرق معلوم نہ تھا تو ہم پوچھتے ہیں کہ کیا ان کو اس سے پہلے مسلم لیگ، پیپلز پارٹی اور ایم آر ڈی وغیرہ سیاسی پارٹیوں کے بارے میں علم تھا؟ یقیناً اس کا علم ہوگا لیکن آپ نے ملی اتحاد کے لیے کیا یہ اظہار کیا ہے یا یہ وعظ کیا ہے کہ یہ متعدد سیاسی پارٹیاں ناجائز ہیں۔ نہ مسلم لیگ ہے اور نہ پیپلز پارٹی بلکہ ایک ہی پارٹی ہونی چاہیئے جس کا نام صرف سیاسی پارٹی ہوتا کہ سیاسی طور پر یہ تمام تفرقے ختم ہو جائیں۔ آپ غالباً مسلم لیگی ہیں۔ اگر آپ سے کہا جائے کہ آپ مسلم لیگی کہلانا چھوڑ دیں، یہ منافرت کا کھیل ہے۔ تو کیا آپ مسلم لیگی ہونا یا کہلانا چھوڑ دیں گے۔

(۳) یہ مروجہ سیاست یا تو وقتی ہنگامی کھیل ہے جس میں حصولِ اقتدار کا جذبہ زیادہ کار فرما

ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود آپ کسی ایک سیاسی پارٹی میں شامل ہونا پسند کریں گے اور اس نسبت کو قابلِ فخر سمجھیں گے اور عوام کو بھی اس میں شمولیت کی دعوت دیں گے۔ لیکن اس کے برعکس جب دین اور اسلام کا نام آتا ہے تو آپ سنی و شیعہ مختلف ناموں سے پریشان ہو جاتے ہیں اور ان امتیازی نشانات کو بھی مٹانا چاہتے ہیں۔ کیا اسلام کے نام پر مختلف عقائد و اصول میں آپ یہ پرکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے کہ اس میں کس مذہبی فرقے کے عقائد و اصول کتاب کے موافق ہیں یا مخالف۔

④ سابق وزیر اعلیٰ میاں نواز شریف صاحب لاہور میں داتا دربار پر حاضری دیتے ہیں اور چادر بھی چڑھاتے ہیں۔ دربار کی مسجد کی اذان بھی سنتے ہیں اور وہاں نماز بھی پڑھنے کا اتفاق ہوتا رہتا ہوگا لیکن کیا آپ نے داتا دربار کے قریب ہی کربلا گامے شاہ کو دیکھا بھی ہوگا اور کبھی ان کی اذان بھی سنی ہوگی بلکہ لاہور میں تو کئی مقامات پر لاؤڈ سپیکر کے ذریعے شیعہ اذان دیتے ہیں لیکن سابق وزیر اعلیٰ نے کیا یہ بھی کبھی سوچا ہے کہ حضرت علی ہجویریؒ (المعروف بہ داتا صاحب) کی مسجد میں جو اذان ہوتی ہے وہ سنی کی اذان ہے اور جو کربلا گامے شاہ میں اذان ہوتی ہے وہ شیعہ کی اذان ہے۔ سنی کی اذان میں صرف اشهد ان لا اله الا الله اور اشهد ان محمداً رسول الله کا اعلان ہوتا ہے اور شیعہ کی اذان میں اس کے علاوہ اشهد ان علیاً ولی الله وصی رسول الله وخلیفته بلا فصل اسی طرح اہل سنت والجماعت کلمہ اسلام میں صرف لا اله الا الله محمد رسول الله پڑھتے ہیں لیکن شیعہ اس کے علاوہ علی ولی الله وصی رسول الله وخلیفته بلافصل بھی پڑھتے ہیں۔

⑤ سابق وزیر اعلیٰ کو حج وغیرہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی ہے۔ وہاں انہوں نے بیت اللہ کی مسجد الحرام میں اور مدینہ منورہ کی مسجد نبوی کی اذان سنی ہوگی وہ سنی کی اذان ہے اور میاں نواز شریف موصوف نے حضور رحمۃ للعالمین خاتم النبیینؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ کی حاضری پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جالی کے سامنے درود و سلام پڑھا ہوگا اور بعد ازاں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ کی جالی کے سامنے ان پر سلام بھی پڑھا ہوگا تو یہ سنی کا عقیدہ ہے جو حضور خاتم النبیینؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن کے موعودہ چار خلفاء راشدین ہیں یعنی امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین

ان چار یار میں سے پہلے دو یار رسول پاک سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ میں آپ کے ساتھ آرام فرما ہیں اور قیامت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل تجلیاتِ الٰہیہ سے مشرف ہوتے رہیں گے لیکن شیعہ ان پہلے تین خلفاء راشدینؓ کو مومن بھی تسلیم نہیں کرتے بلکہ منافق اور کافر قرار دیتے ہیں العیاذ باللہ ۔ چنانچہ شیعہ علماء و مصنّفین کی اردو تصانیف میں ان کی تصریحات پائی جاتی ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ کے لیے جو کلمہ اور اذان میں خلیفہ بلا فصل کا شیعہ اقرار و اعلان کرتے ہیں اس سے بھی وہ دراصل پہلے تین خلفائے راشدینؓ کی خلافت اور ایمان کی نفی کرتے ہیں۔

(۶) میاں صاحب موصوف کا یہ فرمانا بھی غلط ہے کہ سنی شیعہ کا قرآن ایک ہے کیونکہ میاں صاحب جس قرآن کو پڑھتے ہیں اور جو قرآن صدیوں سے اُمت کے پاس موجود ہے اور جس کے لاکھوں کی تعداد میں حفاظ موجود ہیں اور جو رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن مجید سناتے ہیں۔ سنی اس میں تحریف (تغیر و تبدل) نہیں مانتے لیکن شیعہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن مصحف عثمانی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جامعینِ قرآن یعنی صحابہ کرامؓ نے اس میں کمی بیشی کر دی اور تحریفِ قرآن کا یہ عقیدہ شیعہ مذہب کی قدیم و جدید کتابوں سے صراحتاً ثابت ہے ۔ پاکستان میں جو شیعہ تراجم اور تفاسیر شائع ہوئے ہیں ان سے بھی تحریف و تبدیلی کا شیعہ عقیدہ ثابت ہوتا ہے ۔ اب میاں صاحب سے ہمارا یہ سوال ہے کہ میاں صاحب سنی شیعہ کلمہ و اذان ۔ عقیدۂ قرآن اور عقیدہ خلافت و امامت میں سے کسی کا انتخاب کر لیں ۔ اس طرح آپ یا سنی ہوں گے یا شیعہ ۔ اگر آپ کلمہ و اذان وغیرہ میں سے کسی کو بھی اختیار نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صرف اسلام کے نام کو مانتے ہیں اسلام کے بنیادی کلمہ کو بھی ماننے کے لیے تیار نہیں۔ العیاذ باللہ۔

(۷) میاں صاحب نے اپنے وزارت کے دور میں شیعہ ماتمی جلوسوں کی حفاظت کے لیے پولیس فورس اور فوج کا انتظام کیا ہے۔ تو جو ماتمی جلوس نکالنے والے ہیں وہ شیعہ ہیں اور جو ان ماتمی افعال کو ناجائز اور حرام قرار دیتے ہیں وہ سنی ہیں ۔ آپ کا جی چاہے تو ماتمی بن جائیں اور ماتم بھی کریں اور جی چاہے تو ماتم کو ناجائز قرار دیتے ہوئے اہلسنت میں شامل ہو جائیں۔

اہل سُنّت والجماعت

یہ اصطلاح ایک امتیازی عنوان و نشان ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے دین اسلام کو ہم سنت رسول اور جماعت

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے مانتے ہیں۔ جماعت رسول میں صحابہؓ اور اہل بیتؓ سب آجاتے ہیں اور اگر میاں نواز شریف کو دین اسلام حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت (قول و عمل) اور جماعت صحابہؓ کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے ملا ہے تو پھر اس کی نشان دہی کریں۔ یہ صرف نام کے اسلام اور گول مول اسلام کی تو کوئی حیثیت نہیں ہے۔

خلاصہ کلام

میاں نواز شریف کے وعظ پر مفصل تبصرہ کیا جائے تو ایک کتاب بن جاتی ہے۔ سابق وزیر اعلیٰ تک تو میری آواز کہاں پہنچے گی قارئین حضرات تک اپنی گزارشات پہنچانا مقصود ہے کہ میاں صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے یہی عموماً سیاسی زعماء اور برسر اقتدار لیڈروں کا نظریہ ہوتا ہے اور اسی طرح ضلعی اور صوبائی حکمران اپنے مخصوص انداز میں مواعظ پیش کرتے ہیں اور مقصد یہی ہوتا ہے کہ علماء حق مروجہ ماتم پر نکیر نہ کریں اور شیعہ جو کچھ کرتے رہیں اتحاد ملی کی وجہ سے "سب اچھا" کر دیا جائے اور یہ جو ایک مقولہ مشہور ہو گیا ہے کہ: اپنے عقیدے کو چھوڑو نہیں اور دوسرے کو چھیڑو نہیں، یہ خطرناک نظریہ ہے جو قرآنی تعلیمات کے خلاف ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون ٥ (سورۃ آل عمران آیت ۱۰۴) اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے کہ (اور لوگوں کو بھی) خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کریں اور برے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ (آخرت میں ثواب سے) پورے کامیاب ہوں گے۔ (ترجمہ حضرت مولانا تھانویؒ) اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کا عقیدہ اور عمل خلاف شریعت ہے تو اس پر نکیر کرنے کا خود رب العالمین نے حکم دیا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی منکر (خلاف شریعت عمل) کو دیکھے تو ہاتھ سے اس کو روکے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر زبان سے بھی نہ روک سکے تو پھر دل سے اس سے نفرت کرے اور یہ تیسرا درجہ اضعف الایمان ہے یعنی بہت کمزور ایمان ہے ہم عموماً فروعی اور اجتہادی مسائل کو باعث نزاع نہیں بناتے لیکن اصولی اور بنیادی اور اجماعی عقائد و مسائل کا تحفظ ضروری سمجھتے ہیں۔

خان بہادر کا بیان

مذہبی امور کے وفاقی وزیر خان بہادر خان نے کہا ہے کہ پاکستان میں ہر ایک کو مذہبی آزادی حاصل ہے لیکن اسے تفرقہ بازی اور

گروہی اختلافات کی نظر نہیں ہونا چاہیئے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے امام حسین کونسل ہزارہ ڈویژن کے زیر اہتمام جعفری ہاؤس ہری پور میں ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا —— انہوں نے کہا کہ ہم حضرت امام حسینؓ کے ماننے والے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میرا یہ دورہ سیاسی نہیں بلکہ محرم الحرام میں امن وامان برقرار رکھنے کے لیے اور بحالیٔ امن کی خاطر مجھے گلی گلی، قریہ قریہ جہاں بھی جس مسلک اور فرقے کے لوگوں کے پاس جانا پڑا میں ضرور جاؤں گا الخ (مرکز۔ اسلام آباد ۲۹ جولائی ۱۹۹۰ء) اب خان بہادر خان صاحب کی وزارت بھی مرحوم ہو چکی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فیصل حیات

وفاقی وزیر تجارت۔ بلدیات و دیہی ترقی سید فیصل حیات نے کہا کہ ملک کے اندر افراتفری پیدا کر کے جمہوری نظام کو تہ و بالا کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔ انہوں نے محفل شاہ خراساں کراچی میں ٹائم بم رکھے جانے کے واقعہ کو اسی سازش کی ایک کڑی قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے اس سازش کا سختی سے نوٹس لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ محرم میں فرقہ واریت کا سر کچلنے کے لیے لوازِ شریف بھیجے بغیر مرکز سے مدد طلب کریں۔ انا کا مسئلہ نہ بنائیں الخ (جنگ لاہور ۲۹ جولائی ۱۹۹۰ء) فیصل حیات شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ بھی بحیثیت وفاقی وزیر مرحوم ہو چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

صدر اسحٰق خان

صدر مملکت غلام اسحٰق خان نے یوم عاشورا کے موقع پر قوم کے نام پیغام میں کہا ہے کہ حق و صداقت کا پرچم بلند رکھا جائے۔ واقعہ کربلا حق و صداقت کی دائمی فتح کا عالی شان عنوان اور باطل کی ذلت و رسوائی کا اور اس کے ظاہری کرّ و فر کی خاک بسری کی علامت ہے۔ انہوں نے کہا کہ واقعہ کربلا جان سے گزر کر دین کو حیاتِ تازہ بخشنے کے عزم کا نشان اور بے سروسامانی کے عالم میں فسق و فجور کی قوتوں کو للکارنے کے حوصلے کا نام ہے۔ صدر نے کہا کہ میدانِ کربلا میں نواسۂ رسولؐ حضرت امام حسینؓ اور ان کے بہتر ۷۲ جاں نثاروں کی شہادت کی یاد آج پوری اسلامی دنیا میں منائی جا رہی ہے الخ (نوائے وقت راولپنڈی ۱۰ محرم ۱۴۱۱ھ / ۲ اگست ۱۹۹۰ء)

بے نظیر کا پیغام

وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے اپنے پیغام میں کہا ہے کہ محرم کی دس تاریخ ہماری ملی اور دینی زندگی میں انتہائی اہمیت رکھتی ہے۔ یہ وہ دن ہے جس روز نواسۂ رسولؐ جگر گوشہ بتولؑ حضرت سیدنا امام حسینؓ ان کے گھرانے کے افراد اور رفیقانِ سفر نے فسق و فجور اور لو اہی و

منکرات کے لشکر کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے اور جریدۂ عالم پر اپنا نام اپنے خون کی روشنائی سے ثبت کر دیا ——— سید الشہداء کے حضور خراجِ عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم ان اقدار اور روایات پر خوش دلی سے عمل کریں جن کی سربلندی کے لیے سید الشہداء نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا الخ (ایضاً نوائے وقت راولپنڈی ۲ ر اگست ۱۹۹۰ء)

جتوئی کا پیغام

متحدہ حزبِ اختلاف کے لیڈر غلام مصطفےٰ جتوئی نے کہا ہے کہ کربلائے معلّیٰ میں حضرت امام حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کی جانب سے حق و انصاف کی بالادستی اور اعلیٰ اقدار کی نگہبانی کے لیے دی جانے والی قربانیاں انسانیت کی تاریخ کا ناقابلِ فراموش باب ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر امن وانصاف کی حکمرانی قائم کرنا امام حسینؓ کا مشن تھا۔ غلام مصطفےٰ جتوئی نے کہا کہ لوگوں کے دلوں میں ایسی نفرتیں اُبھارنا ظلم کے مترادف ہے جو حضرت امام حسینؓ کی تعلیمات کی نفی کرتی ہوں ——— انہوں نے تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد سے اپیل کی کہ وہ عاشورہ کے دوران امن اور برداشت کا مظاہرہ کریں۔" (مرکز۔ اسلام آباد ۲ ر اگست ۱۹۹۰ء)

تبصرہ

صدرِ پاکستان جناب غلام اسحٰق خان صاحب نے ۶ ر اگست کو اسمبلیاں توڑ دیں اور بے نظیر اور اس کے وزراء کا اقتدار زوال پذیر ہو گیا۔ محترم کے بارے میں مذکورہ بیانات بے نظیر اور دوسرے وزراء نے حالتِ اقتدار میں دیے ہیں۔ اقتدار کا نشہ بُرا ہوتا ہے بے نظیر نے اپنے پیغام میں جو یہ کہا ہے کہ: "امام حسین اور ان کے رفقاء نے فسق و فجور اور نواہی و منکرات کا مقابلہ کیا۔" تو دیکھنا یہ ہے کہ آج پاکستان میں جو فسق و فجور کا سیلاب بہہ رہا ہے اس کا مقابلہ کون کرتا ہے جبکہ خود حکمران ہی اس سیلاب میں بہہ رہے ہیں۔ یہ تو ایک رواج ہو گیا ہے کہ ہر حکومت عاشوراء پر ایک بیان داغ دیتی ہے لیکن عموماً حکمرانوں کو امام حسین رضی اللہ عنہ کی حق گوئی اور اپنے موقف حق پر استقامت سے ان کا دُور کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔ اس اعتبار سے بھی امام حسینؓ مظلوم ہیں کہ اُن کا نام انتہائی ہوس پرست اور فساق و فجار لوگ بھی استعمال کرتے ہیں۔ کیا چکلے میں بیٹھنے والی کنجریاں بھی عاشوراء اور چہلم پر ماتم نہیں کرتیں؟

(۲) غلام مصطفےٰ جتوئی کا پیغام متحدہ حزبِ اختلاف کے قائد کی حیثیت سے تھا۔ اب وہ بے نظیر کی جگہ پاکستان کے نگران وزیرِ اعظم بن گئے ہیں۔ ان کی ذمہ داری اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔ دیکھتے ہیں کہ

وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے عظیم اسلامی کردار کے خلاف مروجہ ماتمی مظاہروں پر پابندی لگا کر اپنا فریضۂ حکمرانی "نہی عن المنکر" بجالاتے ہیں یا حسبِ سابق ان ماتمی منکرات وفواحش کا تحفظ کرتے ہیں یہ

۳ صدر غلام اسحٰق خان صاحب نے حیثیت پر ایک دلکش بیان تو دے دیا ہے لیکن آئندہ وہ قادرِ مطلق کے دیے ہوئے اقتدار کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا پابند کرتے ہیں یا محض رسمی بیانات سے قوم کو مطمئن کرتے ہیں۔ پاکستان کی تاریخ میں جو بھی سربراہانِ مملکت آئے ہیں ان میں جنرل ضیاء الحق مرحوم شخصی طور پر بہتر تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے لیکن ان سب حکمرانوں نے امام حسینؓ کی شہادت اور عاشوراء کی عظمت پر تو قوم سے خطاب کیا لیکن ان میں سے کسی نے بھی امام حسین رضی اللہ عنہ سے افضل شہدائے کرام یعنی شہدائے بدر و احد وغیرھم کے متعلق کوئی پیغامِ حق قوم تک نہیں پہنچایا۔ حالانکہ یہ وہ شہدائے کرام ہیں جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچمِ نبوی تلے شہید ہوئے ہیں۔

کسی سُنّی سربراہ نے امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین یا اسلام کے جرنیل اعظم سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہم کے متعلق کبھی کوئی بیان نہیں دیا۔ یہ حکمرانوں کی طرف سے بہت بڑی بے وفائی ہے کہ ان محسنینِ اسلام کا نام تک نہیں لیتے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ ہمارے ہیں اور برحق شہید ہیں حسبِ ارشادِ رسالت جوانانِ جنت کے سردار ہیں لیکن حضرات خلفاء راشدینؓ ان کے بھی مقتدا ہیں اور طرفہ یہ کہ امام حسینؓ کی شہادت جو شیعہ قوم ماتمی مظاہروں کی شکل میں مناتی ہے اہلِ حکومت کے نزدیک محرّم کا تقدس اس صورت میں قائم رہتا ہے کہ محرم میں ماتمی جلوسوں کا ملک میں ایک طوفان بپا ہو جائے۔ ریڈیو اور ٹی وی سے بھی ماتمی نشریات کا ہی مظاہرہ ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ ماتمی رسوم ومظاہرے محرم کے تقدس کو پامال کرنے والے ہیں اور امام حسینؓ اور شہدائے اسلام کی عظمتوں کو خاک میں ملانے والے ہیں۔ یہ ماتمی جلوس بھی گناہ ہیں اور ان کی حفاظت کرنا بھی گناہ ہے۔

ماتمی جلوس اور حفاظتی انتظامات

ڈیرہ اسمٰعیل خان میں فوج

ڈیرہ اسمٰعیل خان میں یوم عاشوراء کے سلسلے میں فوج اور پولیس کا تعاون بھی حاصل کیا گیا ہے۔ اتوار کو کمشنر ڈیرہ، جنوبی وزیرستان سکاؤٹس کے اعلیٰ افسران، پولیس سٹیشن کمانڈروں اور انتظامیہ کے دوسرے افسران نے سرکلر روڈ اور ڈیرہ کے

بازار سمیت مختلف بازاروں میں انتظامات کا جائزہ لیا الخ (جنگ راولپنڈی ۳۰ جولائی ۱۹۹۰ء)

راولپنڈی میں حفاظتی انتظامات

۱۰ محرم الحرام کے موقع پر راولپنڈی میں کسی بھی ممکنہ گڑبڑ سے نمٹنے کے لیے سخت حفاظتی انتظامات کیے گئے ہیں۔ پنجاب پولیس کے خصوصی دستوں کے علاوہ نیم فوجی دستوں کو راولپنڈی شہر اور کینٹ کے مختلف علاقوں میں تعینات کر دیا گیا ہے۔ کل راولپنڈی میں ۱۰ محرم الحرام کے موقع پر ذوالجناح کے بڑے بڑے جلوس نکالے جائیں گے۔ جلوسوں کے ساتھ ساتھ فوج اور پولیس کے دستے موجود رہیں گے۔ الخ (مرکز۔ اسلام آباد ۲ اگست ۱۹۹۰ء)

۲ راولپنڈی میں فوج کا گشت علی الصبح شروع ہوا اور دن بھر مشین گن بردار فوجی ٹرک شہر کی مختلف سڑکوں پر گشت کرتے رہے۔ ان فوجی ٹرکوں کے ساتھ فوجی افسران وائرلیس بردار جیپوں میں گشت کر رہے تھے۔ فوجی قافلوں کے آگے ضلعی انتظامیہ اور فوج کے افسران جیپوں میں سوار تھے الخ

(نوائے وقت راولپنڈی ۲ اگست ۱۹۹۰ء)

لاہور شہر میں دفعہ ۱۴۴

اسسٹنٹ کمشنر سٹی محمود الحسین نے سٹی سب ڈویژن میں ۹ اور ۱۰ محرم کے لیے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دیا ہے حکم کے مطابق محرم الحرام کے جلوس کے دوران دونوں جانب کھڑا ہونے یا چھتوں پر کھڑا ہونے پر پابندی ہوگی۔ جلوس کے راستے کے مکین اپنے دروازے اور کھڑکیاں بند رکھیں گے اور اپنے گھر میں مکین کے علاوہ کسی کو آنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ (جنگ راولپنڈی ۲۸ جولائی ۱۹۹۰ء)

کراچی کے انتظامات

کمشنر کراچی محمد جاوید اشرف حسین نے کہا ہے کہ کراچی میں ۹ اور ۱۰ محرم کے موقع پر امن و امان برقرار رکھنے کے لیے فوج سمیت قانون نافذ کرنے والے تمام ادارے سول انتظامیہ کی مدد کریں گے۔ ہیلی کاپٹروں کے ذریعے جلوسوں پر بھی نظر رکھی جائے گی تاکہ کوئی تخریبی کارروائی نہ ہونے پائے۔ (جنگ راولپنڈی ۳۱ جولائی ۱۹۹۰ء)

پنجاب کی تین حصوں میں تقسیم

حکومتِ پنجاب نے صوبہ بھر میں محرم کے دوران امن و امان قائم رکھنے کے لیے انتظامی لحاظ سے صوبے کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ پہلے حصے میں وہ علاقے شامل ہیں جہاں امن و امان قائم رکھنے کے لیے سول انتظامیہ کی مدد کے

لیے فوج تعینات کی جائے گی اور مختلف صوبائی وزیروں کو اس مقصد کے لیے مختلف اضلاع کی ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں۔ دوسرے علاقوں کے علاوہ ضلع چکوال کو بھی اس پہلے حصہ میں شامل کیا گیا ہے۔ لہٰذا ضلع چکوال میں ماتمی جلوس پُرامن طور پر گزارنے کے لیے فوجی دستے آئندہ ایک دو روز میں چکوال پہنچ جائیں گے۔ دوسرے حصے میں وہ علاقے شامل ہیں جہاں امن وامان قائم رکھنے کے لیے ریزرو پولیس بھاری تعداد میں بھیجی جائے گی ـــــ تیسرے علاقے میں وہ علاقے شامل ہیں جہاں مقامی پولیس اور انتظامیہ خود ہی ماحول کو خوشگوار اور پُرامن رکھنے کے لیے اقدامات کرے گی۔" (نوائے وقت راولپنڈی ۱۵ جولائی ۱۹۹۰ء)

چودھری ریاض کی سرگرمیاں

صوبائی وزیر سماجی بہبود چودھری محمد ریاض نے کہا ہے کہ پنجاب بھر میں محرم الحرام کے دوران تخریب کاری اور کسی بھی ممکنہ گڑبڑ سے نمٹنے کے لیے تمام اقدامات کر لیے گئے ہیں اور شرپسند عناصر کے خلاف بلاتفریق سخت سلوک کیا جائے گا۔ وہ سول ریسٹ ہاؤس چکوال میں علماء کرام، بلدیاتی کونسلروں اور عمائدین شہر سے گفتگو کر رہے تھے الخ (نوائے وقت راولپنڈی ۲۳ جولائی ۱۹۹۰ء)

انتظامات اور تصادمات

ڈیرہ اسمٰعیل خان

باوجود فوجی انتظامات کے پھر بھی ڈیرہ اسمٰعیل خان میں ماتمی جلوسوں کے دوران فائرنگ ہوتی رہی چنانچہ اخباری بیانات میں ہے کہ: ڈیرہ اسمٰعیل خان میں یوم عاشوراء کو مختلف مقامات پر فسادات ہوئے۔ مختلف بازاروں میں مقامی شہریوں اور امن وامان بحال کرنے والے اداروں کے درمیان فائرنگ کے نتیجے میں تین افراد زخمی ہوئے جس میں جنوبی وزیرستان سکاؤٹس کا ایک اہلکار بھی شامل ہے۔ یہ فائرنگ اس وقت شروع ہوئی جب شہر میں دو تعزیے متنازعہ کشمیری بازار میں داخل ہوئے جہاں انتظامیہ نے پہلے سے حفاظتی انتظامات کر رکھے تھے اور فوج کے دو طیارے علاقے پر پرواز کر رہے تھے جبکہ فوجی گاڑیاں شہر کے گرد سرکلر روڈ پر گشت کر رہی تھیں مگر مشتعل نوجوانوں نے مختلف مقامات پر فوج اور پولیس پر پتھراؤ کیا۔ مسلم بازار کا آہنی گیٹ گولیوں سے چھلنی ہو گیا۔ ایک قریبی مسجد بھی گولیوں سے محفوظ نہ رہ سکی اور کئی دکانوں کو نقصان پہنچا۔ مظاہرین نے مسلم بازار میں ٹائر جلا کر رکاوٹیں کھڑی کر دیں۔ احتجاجی مظاہرین کو منتشر کرنے کے لیے آنسو گیس بھی استعمال کی گئی۔ مظاہرین مرکزی

اور صوبائی حکومت کے خلاف نعرے لگا رہے تھے الخ (جنگ راولپنڈی ۴ اگست ۱۹۹۰ء)

سرحد میں شیرپاؤ کی سابقہ حکومت نے سابقہ سُنی و شیعہ معاہدے کا کوئی پاس نہیں کیا جو سابقہ کمشنر کے ذریعے قرار پایا تھا اور شیعوں کی خواہش کے مطابق خلاف معاہدہ زور طاقت کے ذریعے شیعہ ماتمی جلوس کو ان کی خواہش کے مطابق کامیاب کیا لیکن اب سرحدی حکومت بھی انا للہ وانا الیہ راجعون کا مصداق ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ سُنی مسلمانوں کی نصرت فرمائیں۔ آمین۔

لاہور یوم عاشوراء پر مشتعل ہجوم نے سرکلر روڈ پر اردو بازار سے موچی دروازہ تک زبردست ہنگامہ آرائی کرتے ہوئے متعدد کاروں کو نقصان پہنچایا۔ پولیس نے ہوائی فائرنگ اور اشک آور گیس استعمال کر کے صورتِ حال پر قابو پایا۔ اس ہنگامہ آرائی کے دوران ایک اسسٹنٹ کمشنر اور چند دوسرے افراد معمولی زخمی ہوئے۔ تفصیلات کے مطابق مرکزی ذوالجناح کا جلوس پرامن طور پر جاری تھا اور اردو بازار کے قریب پولیس نے رکاوٹیں کھڑی کر کے یہ راستہ بند کر رکھا تھا۔ رکاوٹ کے باہر بہت زیادہ ہجوم ہوگیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد چند افراد اردو بازار کی طرف آئے اور کہا کہ ہم پر ایک مکان سے فائرنگ کی گئی ہے تو ہجوم اُردو بازار کی طرف چلا گیا۔ وہاں جا کر انہوں نے مکان کے باہر کھڑی تین کاروں کو نقصان پہنچایا جبکہ مکان کے ساتھ ایک موٹر سائیکل نذرِ آتش کر دی گئی۔

ہجوم نے مکان کو آگ لگانے کی کوشش کی لیکن ضلعی انتظامیہ اور پولیس کی بھاری نفری نے وہاں پہنچ کر صورتِ حال پر قابو پایا، تاہم بعد میں پھر ہجوم مشتعل ہوگیا۔ لوگوں نے پتھراؤ شروع کر دیا۔

(جنگ راولپنڈی ۴ اگست ۱۹۹۰ء)

(۲) لاہور میں عاشوراء کے موقع پر شہر کے بعض علاقوں میں معمولی گڑبڑ کے واقعات ہوئے۔ لوہاری گیٹ کے باہر دو گروپوں میں تصادم ہوگیا۔ ایک گروپ نے دوسرے پر فائرنگ اور پتھراؤ کیا۔ پولیس نے جلوس کو منتشر کرنے کے پہلے ہوائی فائرنگ کی اور بعد ازاں آنسو گیس استعمال کی۔ مشتعل لوگوں نے چار گاڑیوں کو اور ایک موٹر سائیکل کو آگ لگا دی جبکہ کئی گاڑیوں پر پتھراؤ کیا گیا ——— ہنگامہ آرائی کا یہ سلسلہ تین بجے سہ پہر سے شروع ہو کر رات بارہ بجے تک جاری رہا۔ اطلاعات کے مطابق پولیس نے ۱۲ افراد کو حراست میں لے لیا ہے ——— گذشتہ روز چوک اُردو بازار کے قریب ایک گروپ نے دوسرے پر فائرنگ شروع کر دی جس کے بعد دونوں جانب سے پتھراؤ اور توڑ پھوڑ کا سلسلہ شروع ہوگیا ——— پولیس

نے مظاہرین پر لاٹھی چارج بھی کیا۔ دونوں گروپ ایک دوسرے کے خلاف نعرہ بازی کرتے رہے اور سڑک پر رکاوٹیں کھڑی کر کے ٹریفک کا نظام درہم برہم کر دیا۔ ایک اطلاع کے مطابق ایک گروپ نے جلوس کی شکل میں چوک اُردو بازار سے آگے جانے کی کوشش کی۔ پولیس نے جلوس کو آگے جانے سے روک دیا اور کہا کہ آگے حویلی نثار سے برآمد ہونے والا بڑا جلوس ہے مگر اس کے باوجود بعض افراد نے آگے جانے کی کوشش کی الخ (مساوات ۴ر اگست ۱۹۹۰ء)

جھنگ کے ہنگامے

مولانا حق نواز صاحب جھنگوی مرحوم کے یوم شہادت (۲۲ر مئی ۱۹۹۰ء) سے لے کر تا حال جھنگ شہر مسلح فوج کی لپیٹ میں رہا ہے کئی مرتبہ کرفیو لگ چکا ہے۔ سات آٹھ افراد قتل ہو چکے ہیں۔ سینکڑوں گھرانے جھنگ سے نقل مکانی کر چکے ہیں لیکن حکومت وہاں امن نہیں قائم کر سکی۔ امسال یکم محرم سے پہلے ہی شہر فوج کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ اس کے باوجود ماتمی جلوسوں کے سلسلے میں ہنگامے ہوتے رہے۔ چنانچہ اخباری رپورٹ کے مطابق

ا ضلعی انتظامیہ کی طرف سے جھنگ شہر بلدیہ کی حدود میں پاکستانی پرچم کے علاوہ ہر قسم کے جھنڈے لہرانے پر دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ اور پولیس پی آر پی کی جانب سے جھنڈے اتارنے کی کارروائی پر گذشتہ روز جھنگ شہر میں فضا قدرے کشیدہ ہو گئی۔ جھنگ شہر میں دکانیں اور مارکیٹیں جزوی طور پر بند ہو گئیں دکانوں کے بند ہونے کے بعد لوگ گلیوں اور بازاروں میں جمع ہو گئے، پولیس پر پتھراؤ کیا اور تیزابی بم پھینکے۔ پولیس نے ہجوم کو منتشر کرنے کے لیے زبردست آنسو گیس پھینکی۔ جھنگ کے شہریوں نے الزام عائد کیا ہے کہ جمعہ کے روز فیصلے کے مطابق شہریوں نے اپنے مکانوں پر جھنڈے لہرائے تھے مگر دوسرے روز دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کرنے کے بعد پولیس کی از خود کارروائی سے شہریوں میں اشتعال پیدا ہو گیا الخ

محمد اطہر طاہر نے ریل بازار جھنگ صدر میں رونما ہونے والے فائرنگ اور دھماکہ خیز مواد پھینکنے کے واقعہ کے متعلق ایک پریس نوٹ جاری کیا ہے جس کے مطابق اتوار کو تین بجے سہ پہر اہل تشیع نے علم کا ایک جلوس کھیتیا نوالہ بازار سے نکالا۔ انتظامیہ کے افسران جلوس کے آگے اور پیچھے تھے۔ جب یہ جلوس ریل بازار جھنگ صدر میں پہنچا تو چند نامعلوم شرپسندوں نے دھماکہ خیز مواد پھینکا اور اس کے بعد مکانوں کی چھتوں سے بھی فائرنگ کی گئی جس کے جواب میں پولیس نے بھی فائرنگ کی اور حالات پر قابو پا لیا

گیا اور انتظامیہ نے جلوس بحفاظت منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ اس فائرنگ کے نتیجے میں پنجاب کانسٹیبلری کے ۱۵ ملازمین، ۵ پولیس ملازمین اور چار پبلک کے آدمی زخمی ہوئے۔ ان میں سے سوائے دو کے جن کے پیٹ میں زخم آئے ہیں معمولی زخمی ہوئے ہیں۔ پریس نوٹ کے مطابق اس واقعہ کی تحقیقات کا حکم دے دیا گیا ہے اور ملزمان کی گرفتاری کے لیے مختلف ٹیمیں مقرر کر دی گئی ہیں۔ اس فائرنگ کے واقعے میں کسی قسم کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ (جنگ راولپنڈی ۳۰ جولائی ۱۹۹۰ء)

(۳) جھنگ شہر میں ۷ دیں محرم الحرام کا جلوس پُرامن طریقے سے گزرا۔ مقامی پولیس نے فوج کے تعاون سے کسی بھی ناخوشگوار واقعہ سے نمٹنے کے لیے انتظامات کیے ہوئے تھے۔ سوموار کو پولیس کی ناکہ بندی کی وجہ سے جھنگ مکمل طور پر دوسرے اضلاع سے کٹا رہا۔ جھنگ شہر اور صدر میں کرفیو کے نفاذ کی وجہ سے سڑکیں سنسان رہیں۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں نے گذشتہ رات ایک آپریشن کے ذریعہ متعدد افراد کو گرفتار کر لیا ——— دریں اثنا انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کے رہنما مولانا ایثار القاسمی نے گذشتہ روز ایک بیان میں الزام لگایا ہے کہ گذشتہ روز کا ناخوشگوار واقعہ پی پی کے مقامی کارکنوں کی تخریبی کارروائی کا نتیجہ ہے۔" (جنگ راولپنڈی ۲ اگست ۱۹۹۰ء)

(۴) جھنگ شہر اور صدر میں دسویں محرم کی رات دو گروہوں کے درمیان فائرنگ کے نتیجہ میں پانچ افراد شدید زخمی ہو گئے جبکہ بعض نامعلوم دہشت گردوں نے پرانی عیدگاہ کے نزدیک ایک بم پھینکا جو پھٹ نہ سکا۔ دریں اثنا آرمی پنجاب کانسٹیبلری اور پولیس شہر میں امن و امان برقرار رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں الخ (مساوات لاہور ۴ اگست ۱۹۹۰ء) انجمن سپاہ صحابہؓ کے بہت سے کارکنوں کو گرفتار کیا گیا۔ (جنگ ۴ اگست ۱۹۹۰ء)

چنیوٹ میں ساٹھ من کا تعزیہ

اخباری رپورٹ کے مطابق باوجود کڑی نگرانی کے: "کسی تخریب کار نے ٹھٹھی سے آنے والے تعزیہ کے جلوس کے راستہ میں شیشے اور لوہے کے باریک ٹکڑے اور کانٹے بچھا دیے لیکن جلوس آنے سے قبل ہی انکشاف ہو گیا اور شیعہ نوجوانوں کی تنظیم "پاسبان" نے جھاڑوؤں سے تمام راستہ فوری طور پر صاف کر دیا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ لکڑی کے اس ایک تعزیہ کا وزن ساٹھ من اور قیمت دس لاکھ روپے کے لگ بھگ ہے۔ ہر ایک تعزیہ کو لوگ اپنے کندھوں پر اٹھا کر چلتے ہیں۔" (مساوات ۴ اگست ۹۰ء)

شجاع آباد یوم عاشورار کے موقع پر پرانی سبزی منڈی میں دستی بم پھٹنے سے سات افراد ہلاک اور تقریباً ۸۸ زخمی ہوگئے جن میں سے ۱۸ شدید زخمیوں کو نشتر ہسپتال ملتان میں داخل کرادیا گیا ہے۔ ان اٹھارہ زخمیوں میں سے سات کی حالت نازک بیان کی جاتی ہے بم زخمی سول ہسپتال شجاع آباد میں داخل ہیں جبکہ ۲۸ زخمیوں کو مرہم پٹی کے بعد فارغ کر دیا گیا۔ بم کا دھماکہ شام چھ بج کر بیس منٹ کے قریب ہوا۔ دھماکے کی آواز دُور دُور تک سُنی گئی۔ دھماکہ کے باعث لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ کئی معصوم بچے اور بوڑھے بُری طرح کچلے گئے۔ ایک زخمی صدرالدین موقع پر دم توڑ گیا —— رات بھر بم ڈسپوزل اسکواڈ کے عملہ نے بم پھٹنے کی جگہ کا معائنہ کیا اور دیگر آتشیں مادے کے علاوہ وہ پن بھی قبضہ میں کرلی جو بم پھٹنے کی وجہ سے دستیاب ہوئی۔ بم اسکواڈ کے عملہ نے کمشنر ملتان اور ڈی آئی جی ملتان رینج کو بتایا کہ یہ روسی ساخت کا دیسی بم تھا — ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ملتان نے پریس نوٹ میں بتایا ہے کہ معاملہ کی ابتدائی تفتیش سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ کسی دشمن کے ایجنٹ کی تخریبی کارروائی ہے مقدمہ درج کرلیا گیا ہے۔ الخ۔ (جنگ راولپنڈی ۴ اگست ۱۹۹۰ء)

تونسہ شریف تونسہ کے نواحی قصبہ رتہڑہ میں گزشتہ روز دو گروہوں میں مسلح تصادم کے نتیجہ میں ایک شخص ہلاک اور ۹ شدید زخمی ہوگئے۔ جاں بحق ہونے والا چیئرمین یونین کونسل ناڑی فیض الحسن کا بھائی اقبال حسین تھا —— یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ ایک مذہبی گروپ کے ۴ ارکان کو اس وقت شدید ضربات پہنچائی گئیں جب وہ مذکورہ تصادم میں زخمی ہونے والوں کو تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال میں داخل کرا رہے تھے۔ (جنگ لاہور ۳۱ جولائی ۱۹۹۰ء)

چکوال کا ماتمی جلوس مدنی جامع مسجد چکوال کی تنگ گلی سے ماتمی جلوس، محرم اور ۱۷ صفر کو گزرتے ہیں۔ تین چار مرتبہ فوج بھی آچکی ہے اس سال بھی، محرم کو فوج بلائی گئی۔ تین چار دن پہلے فوج کے کرنل صاحب میرے پاس تشریف لائے۔ ان کے ہمراہ مقامی انتظامیہ کے افسر بھی تھے۔ میں نے اپنا مؤقف بیان کیا کہ یہ ماتم مروّجہ ہمارے مذہب اہل السنت والجماعت میں ناجائز اور حرام ہے (اور کتب شیعہ سے بھی اس کی ممانعت ثابت ہے) اور مسجد کی گلی میں سے جو ماتمی جلوس گزرتا ہے وہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔

یہ ہمارے مذہب میں مداخلت ہے۔ ہمارا اصل مطالبہ تو یہ ہے کہ اس روٹ کو تبدیل کر دیا جائے اور راولپنڈی کے تین کمشنر بھی اس روٹ کی تبدیلی کی سفارش کر چکے ہیں۔ چونکہ ماتمی جلوس کا دن قریب ہے اس لیے فوری طور پر ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ مسجد کی گلی کی حدود میں ماتمی جلوس کو خاموشی سے گزارا جائے۔ نہ ماتم ہو اور نہ نوحہ۔ کرنل صاحب نے جواب دیا کہ میں کوشش کروں گا۔

۲ ۶ر محرم کو پھر کرنل صاحب موصوف تشریف لائے۔ ان کے ساتھ چکوال کے اے سی صاحب بھی تھے۔ کرنل صاحب نے بتایا کہ میں نے شیعہ لیڈروں سے بات چیت کر کے یہ منوالیا ہے کہ وہ مسجد کی گلی میں ماتم نہیں کریں گے اور نہ نوحہ پڑھیں گے۔ صرف یاحسین یا حسین کرتے ہوئے گزرجائیں گے۔ میں نے کہا کہ اس وقت ہمیں یہ منظور ہے لیکن آپ دوبارہ ان سے دریافت کرلیں کیونکہ وہ عموماً عہد و اقرار پر قائم نہیں رہتے۔ چنانچہ ۱۹۸۵ء میں سابق ڈی سی چکوال ظہور احمد شیخ کی مساعی سے اہلِ سُنت اور اہلِ تشیع کا ایک تحریری معاہدہ ہوا تھا لیکن اس کے بعد انہوں نے معاہدہ کی پابندی سے انکار کر دیا تھا (اس معاہدہ کی فوٹو کاپی دوسرے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں) کرنل صاحب نے یہ بھی تاکید کی تھی کہ مسجد میں سُنی نوجوانوں کو بالکل خاموشی سے بٹھایا جائے کیونکہ بھارت کے ایجنٹوں کے ذریعے سے تخریب کاری کا بھی خطرہ ہے۔ اس خطرہ کے پیشِ نظر کرنل صاحب نے مدرسہ کے کمروں کی دو تین مرتبہ تلاشی بھی لی لیکن کوئی قابلِ گرفت چیز برآمد نہیں ہوئی۔ اہل السنت والجماعت نے ماتمی جلوس کے موقعہ پر مسجد میں پُرامن طور پر خاموش بیٹھنے کا عزم کر رکھا تھا لیکن اس دوران یہ اطلاع ملی کہ کرنل صاحب سے شیعہ لیڈروں نے جو وعدہ کیا تھا بعد میں وہ اس سے منحرف ہو گئے۔ حتیٰ کہ بوقت ظہر چھپڑ بازار میں ماتمیوں کے ایک بڑے اجتماع میں شیعہ مولوی نے اپنی تقریر کے دوران اہلِ تشیع کو اس بات کی تاکید کر دی کہ تم نے مدنی مسجد کی گلی سے ضرور ماتم کر کے گزارنا ہے۔ اس کے بعد ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ احتجاجاً سُنی مسلمان مسجد کو خالی کر دیں لیکن شیعہ مولوی کی تقریر کی وجہ سے سُنی جوانوں میں اشتعال پیدا ہو گیا اور وہ جذبات سے مغلوب ہو کر مسجد کی گلی میں کُود گئے اور نعرہ بازی شروع کر دی۔ ہمارے سمجھانے پر انہوں نے گلی تو خالی کر دی لیکن بھوں چوک پر جمع ہو کر انہوں نے ٹائر جلائے۔ حکومت کے خلاف نعرے لگائے۔ اس دوران سینکڑوں نوجوان وہاں اکٹھے ہو گئے۔ حالات کی سنگینی کے پیشِ نظر ہم نے ان کو پھر سمجھایا اور جذبات پر قابو پانے کی تلقین کی اور وہ احتجاجی مجمع منتشر ہو گیا۔ اگر جوانوں پر کنٹرول نہ کیا جاتا

تو خدا جانے کیا نتائج نکلتے لیکن نمازِ عصر کے بعد جب ماتمی جلوس مدنی مسجد کی گلی میں داخل ہوا تو بجائے اس کے کردہ خاموشی سے بغیر ماتم گزر جاتے (کیونکہ مسجد خالی تھی اور وہاں صرف پولیس کے چند اہل کار موجود تھے) ماتمیوں نے اپنی پوری بھڑاس نکال لی۔ پولیس اور فوج اس ہنگامہ آرائی کو دیکھتی رہی اور اپنی بے بسی پر زبانِ حال سے ماتم کرتی رہی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ماتمی جلوسوں کی کامیابی پر حکومت کا اظہارِ اطمینان

لاہور۔ وزیراعلیٰ پنجاب نواز شریف نے عاشورہ محرم انتہائی عقیدت و احترام اور پرامن طور پر منائے جانے پر جمعہ کو بارگاہ ایزدی میں سجود و شکر ادا کیے اور تمام مکاتبِ فکر کے علماء اور رہنماؤں کو خراجِ تحسین پیش کیا کہ انھوں نے قائدِ اعظم کے زریں اصولوں اتحاد۔ ایمان اور تنظیم کے احکامات اور قوت سے ملک دشمن عناصر کے مذموم عزائم کو بالکل ناکام بنا دیا اور محرم الحرام پر شجاع آباد کے علاوہ کہیں کوئی قابلِ ذکر ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ اپنے پیغام میں جناب نواز شریف نے کہا کہ تمام مکاتبِ فکر کے علماء اور زعماء کی فراست اور اتحاد بین المسلمین کے لیے ان کی کوششیں قابلِ تحسین ہیں الخ (جنگ راولپنڈی ۴ر اگست ۱۹۹۰ء)

۲ اسلام آباد (وقائع نگار خصوصی) سیدنا امام حسین عالی مقام کی بے مثال قربانی کی یاد میں یوم عاشورہ راولپنڈی۔ اسلام آباد سمیت پورے پاکستان اور آزاد جموں و کشمیر کے طول و عرض میں روایتی اور مذہبی عقیدت و احترام کے ساتھ منایا گیا۔ ذوالجناح۔ علم اور تعزیے کے جلوس تمام بڑے بڑے شہروں اور قصبات میں نکالے گئے ——— راولپنڈی میں عاشورہ محرم کے سلسلے میں شرپسندوں کے مذموم عزائم ناکام بنانے کے لیے فوجی دستے پیشگی طلب کر لیے گئے تھے۔ پولیس کی بھاری نفری اور فوجی دستوں کی موجودگی کی وجہ سے کسی کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی جرأت نہیں ہوئی الخ

(جنگ راولپنڈی ۴ر اگست ۱۹۹۰ء)

۳ لاھور: عاشورا عقیدت و احترام سے منایا گیا۔ بڑے شہروں میں ذوالجناح کے جلوس۔ لاہور میں بدھ کی رات برآمد ہونے والا مرکزی جلوس ۲۰ گھنٹے بعد کربلائے گامے شاہ پہنچا۔" (مساوات لاہور ۴ر اگست ۹۰ء)

۴ صوبائی امن کمیٹی پنجاب کے سربراہ مولانا سید محمد عبدالقادر آزاد نے کہا ہے کہ پاکستان اور شریعت اسلامیہ کے دشمنوں نے اس سال پنجاب کو فساد کا گہوارہ بنانے کی جو سازش کی تھی علماء و مشائخ اور حکومت

پنجاب کی چار ماہ سے صوبہ بھر میں امن و اتحاد کی کوششوں نے ناکام بنا دیا ہے الخ (مرکز۔ ۴ اگست ۱۹۹۰ء)

تبصرہ اہلِ حکومت ہوں یا ان کے معاونین ان کا اصل مقصد عموماً اپنی پارٹی اور حکومت کا استحکام ہوتا ہے اور ہرگز ہرگز ان کا مقصد اسلامی اصول اور سُنّتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تحفظ نہیں ہوتا ورنہ وہ ماتمی جلوسوں کی کامیابی پر خوشیاں نہ مناتے اور سجدہ شکر ادا کرنے کے بجائے اپنے رب سے توبہ و استغفار کرتے۔ دراصل یہ لوگ سوادِ اہلسنّت کی عمومی غفلت یا کمزوری سے فائدہ اٹھا کر شیعوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور ان کے مروّجہ منکرات شرعیہ کو پولیس اور فوج کے ذریعہ تحفّظ دے کر ان کے مشن کی تکمیل کرتے ہیں۔ چنانچہ شیعہ قائد ساجد نقوی نے اپنے ماتمی مشن کو کامیاب کرنے کے لیے اپنے بیان میں واضح کر دیا ہے کہ:

"کربلا وہ عظیم مکتب ہے جس کا دامن انسانی تقاضوں کے ہر پہلو کے لیے ایک منفرد انداز میں رہنمائی کرتا ہے۔ عزاداری سید الشہداء ہی وہ درس گاہ ہے جو انسان کو اس قدر حوصلہ اور جرأت عطا کرتا ہے کہ وہ بڑی سے بڑی طاغوتی طاقت سے بھی ٹکرا جاتا ہے۔ لہٰذا سامراجی طاقتیں پوری طرح کوششیں کر رہی ہیں کہ عزاداریٔ سیّد الشہداء کو کسی طرح روک دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ بد قسمتی سے وطن عزیز پاکستان میں جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا آج مغربی ثقافت، اخلاق سوز محافل، لٹریچر اور ذرائع ابلاغ پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ مگر عزاداریٔ سیّد الشہداء کو کچھ ناعاقبت اندیش لوگ سامراجی قوتوں کے آلۂ کار بن کر روکنے کی جدوجہد کر رہے ہیں اور پورے ملک میں عزاداری کو سنگین مسائل سے دوچار کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے حکومت کو متنبہ کیا کہ عزاداری اسلام اور تشیع کی رگِ جان ہے۔ اس پر کسی قسم کی قدغن برداشت نہیں کی جائے گی الخ (نوائے وقت راولپنڈی ۲ اگست ۱۹۹۰ء)

ہم کہتے ہیں کہ قائد اہلِ تشیع کی طرف سے حکومت کو متنبہ کرنے کی کیا ضرورت ہے جبکہ وہ پہلے سے ہی آپ کے ماتمی جلوسوں کو تحفّظ دینا اپنا شاندار سیاسی کارنامہ سمجھتی ہے لیکن نقوی صاحب کا یہ کہنا محلِ غلط ہے کہ "عزاداری اسلام اور تشیع کی رگِ جان ہے"۔ آپ کے نزدیک تشیع کی رگِ جان ہو تو ہو لیکن اسلام کی تو رگِ جان نہیں۔ عزاداری بصورت ماتم مروّجہ تو کھلم کھلا ارشاداتِ رسالت اور فرموداتِ اہلِ بیت کے خلاف ہے۔ ماہنامہ کے سابقہ شمارہ میں بھی حوالجات درج کر دیے ہیں اور اب بھی مختصراً

پیش کر رہا ہوں:

۱ سورۃ الممتحنہ کی آیت یا ایھا النبی اذا جاءک المؤمنات الآیۃ کے تحت مشہور شیعہ مفسر مولوی مقبول احمد دہلوی نے بحوالہ کافی امام جعفر صادق کی روایت پیش کی ہے جس میں ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر عورتیں اسلام لانے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو ام الحکم بنت حارث بن ہشام نے جو عکرمہ بن ابی جہل کے نکاح میں تھی یہ عرض کی کہ وہ نیکی جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم اس معاملہ میں آپ کی نافرمانی نہ کریں، وہ کیا ہے۔ فرمایا وہ یہ ہے کہ تم اپنے رخساروں پر طمانچے نہ مارو۔ اپنے منہ نہ نوچو۔ اپنے بال نہ کھسوٹو۔ اپنے گریباں چاک نہ کرو۔ اپنے کپڑے کالے نہ رنگو اور ہائے واۓ کر کے نہ روؤ۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی باتوں پر جو آیت وحدیث میں مذکور ہیں بیعت لینی چاہی۔ (ترجمہ مقبول استقلال پریس لاہور، بار پنجم، تعداد ایک ہزار اور طبع چہارم (ناشر افتخار بک ڈپو، کرشن نگر، لاہور) لیکن بعد میں افتخار بک ڈپو نے جو ترجمہ مقبول شائع کیا ہے اس میں سے یہ روایت حذف کر دی ہے لیکن کافی میں تو یہ روایت موجود ہے۔

۲ حضرت امام حسین رضؓ نے اپنی ہمشیرہ حضرت زینب سے بوقتِ شہادت فرمایا کہ: اے بہن جو میرا حق تم پر ہے اس کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ میری مصیبت مفارقت پر صبر کرنا۔ پس جب میں مارا جاؤں تو ہرگز منہ نہ پیٹنا اور بال اپنے نہ نوچنا اور گریباں چاک نہ کرنا کہ تم زہرا کی بیٹی ہو جیسا انہوں نے پیغمبرِ خدا کی مصیبت میں صبر فرمایا تھا۔ تم بھی میری مصیبت میں صبر کرنا۔"

(جلاء العیون مترجم مطبوعہ لکھنؤ طبع لاہور ج دوم ص۵۳۱)

اگر اسلام نام ہے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا، پھر تو یہ ماتم مروجہ (جس کو عزاداری کا نام دیا جا رہا ہے) خلافِ اسلام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت امام حسینؓ نے بھی آخری وصیت میں ان ماتمی رسول سے منع فرما دیا تھا اور اگر نام اسلام کا نہیں ہے اور اپنی خواہشِ نفس کے مطابق عمل کرنا ہے تو پھر آزادی ہی آزادی ہے اور دورِ حاضر کی سیاست بھی عجیب ہے کہ شیعہ اور حکومت دونوں اتحاد اتحاد کا ورد کرنے سے نہیں تھکتے لیکن جب وقت آتا ہے تو نہ شیعہ سنی مساجد کے سامنے سے خاموشی سے گزرتے ہیں اور نہ ہی حکومت کچھ کرتی ہے۔ گویا اتحاد کا مطلب ہے کہ سوادِ اعظم اپنے مذہب حق کے خلاف سب

کچھ دیکھتے سُنتے رہیں اور دوسرے من مانی کارروائیاں کرتے رہیں۔

ضابطۂ اخلاق

سابقہ حکومت پنجاب نے اتحاد بین المسلمین کے لیے اخبارات میں ایک ضابطۂ اخلاق شائع کیا جس کی سات دفعات ہیں جس کی دفعہ نمبر ۱ میں تصریح ہے کہ: تمام مکاتبِ فکر کے علماء اس بات پر زور دیں کہ کسی مسلمان کی دلآزاری نہ ہو۔ خلفاء راشدین، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا احترام خصوصاً مدنظر رکھیں۔"

لیکن اس ضابطۂ اخلاق پر عمل کون کرائے گا۔ جہاں تک اہل السنت والجماعت کا معاملہ ہے تو ہر سُنّی مسلمان حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ، خلفاء راشدین، اُمہات المومنین اور دوسرے اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کو واجب الاحترام مانتا ہے اور ان کی محبت کو جزوِ ایمان تسلیم کرتا ہے لیکن شیعہ حضرت علی المرتضیٰ سمیت چند صحابہ رضؓ کے مومن ہونے کا قائل ہے اور پہلے تین خلفائے راشدین اور صحابہ رضؓ کی اکثریت کو غیر مومن، منافق اور کافر قرار دیتا ہے جیسا کہ پاکستانی شیعہ مصنفین کی کتابوں سے واضح طور پر ثابت ہے۔

۲ ماتم مروّجہ کا جلوس سُنی مسلمان کے گھر کے سامنے سے گزرے تو اس کی دلآزاری ہوتی ہے سُنی مساجد کے سامنے سے گزرے تو دلآزاری اور بڑھ جاتی ہے لیکن کیا شیعوں نے ایسے مقامات پر خاموشی اختیار کی ہے یا حکومت نے ان کو پابند کیا ہے۔ تو اس قسم کے ضابطۂ اخلاق کا کیا فائدہ ہے سُنّی مسلمان اگر ماتمی جلوسوں کے موقع پر عموماً ضبط و حوصلہ سے کام لیتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ان منکرات سے راضی ہیں بلکہ دل میں تو وہ کڑھتے رہتے ہیں اور زبان سے بھی روکتے ہیں اور بعض اس طرح صبر و ضبط نہیں کر سکتے۔ لیکن جس طرح ہر حکومت نے اپنا شیوہ اختیار کیا ہوا ہے اس کا ایک دن تو یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ پاکستان کے کروڑوں سُنّی مسلمان سراپا احتجاج بن جائیں گے اور اپنے حق کا دفاع کریں گے۔ وما علینا الا البلاغ۔

بے نظیر کی حکومت کا خاتمہ

۶ اگست کو صدرِ پاکستان غلام اسحٰق خان صاحب نے اسمبلیاں توڑ دیں اور سابقہ قومی اور صوبائی حکومتوں کا خاتمہ ہو گیا اور بے نظیر حکومت بھی پورے دو سال پورے نہ کر سکی۔ علماء حق تو اس لیے بے نظیر حکومت کے خلاف تھے کہ اسلام میں

عورت کی حکمرانی جائز نہیں۔ چنانچہ رسول پاک سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سُنا کہ شاہِ ایران کی بیٹی کو ملک کا سربراہ بنایا گیا ہے تو آپ نے فرمایا۔ لَنْ یُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمْ امْرَاَةً (بخاری شریف) "وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس نے اپنے امورِ مملکت کسی عورت کے سُپرد کر دیے"۔ علاوہ ازیں بے نظیر نے اپنے ایک بیان میں چوری کی شرعی سزا قطع ید (ہاتھ کاٹنے) کو نامناسب کہا تھا۔ حالانکہ قرآن مجید کی نص ہے۔ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا اَیْدِیَهُمَا جَزَاءً بِمَا کَسَبَا نَکَالًا مِّنَ اللّٰهِ (سورۃ مائدہ آیت ۳۸) اور جو مرد چوری کرے اور جو عورت چوری کرے سو ان دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔ ان کے کردار کے عوض میں بطور سزا کے اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ بڑے قوت والے ہیں بڑے حکمت والے ہیں"۔ (ترجمہ حضرت مولانا تھانویؒ) صدر غلام اسحٰق صاحب نے اپنی نشری تقریر میں بے نظیر حکومت کی وہ خرابیاں تفصیل سے بیان کر دی ہیں جن کی وجہ سے اسمبلیوں کا توڑنا ضروری تھا۔ یہ تو ظاہری اسباب ہے لیکن انقلاب قادرِ مطلق کے حکم سے زمین پر رونما ہوتا ہے۔ کیا معلوم کہ بے نظیر نے شرعی سزاؤں کے خلاف جو بیان دیا ہے یہی خدائی گرفت کا باعث بن گیا ہو ؏

نہ جا اس کے تحمل پر کہ ہے بے جا گرفت اس کی ‌‌ ‌ ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

نگران حکومت

نگران حکومت کے وزیر اعظم مسٹر غلام مصطفےٰ جتوئی ہیں۔ انہوں نے اپنی کابینہ میں جھنگ کی عابدہ حسین کو محکمہ اطلاعات و نشریات کا وفاقی وزیر مقرر کیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بے نظیر کے مقابلہ میں عابدہ کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے لیکن اگر بے نظیر کی حکمرانی شرعاً ناجائز ہے تو عابدہ حسین کی حکمرانی کا جواز کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیا اس کے بجائے کوئی اہل مردان کو نہیں مل سکتا تھا۔ علاوہ ازیں یہ کہ عابدہ مذہباً شیعہ ہے۔ جناب مولانا حق نواز صاحب جھنگوی مرحوم کی شہادت کے بعد انجمن سپاہ صحابہؓ اس قتل میں عابدہ کو بھی ملوث قرار دیتے رہے ہیں۔ جھنگ میں کتنے قتل ہو چکے ہیں جھنگ کے سنی مسلمان بڑی آزمائش میں مبتلا ہیں۔ ان حالات میں عابدہ کو وفاقی وزیر بنانا نہ صرف سپاہ صحابہؓ بلکہ ملک کے تمام سنی مسلمانوں کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کو اندرونی اور بیرونی دشمنوں کی شر سے محفوظ رکھیں اور سوادِ اعظم اہل السنت کی نصرت فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

خادم اہلسنت مظہر حسین غفرلہٗ

۲۸ محرم ۱۴۱۱ھ / ۲۰ اگست ۱۹۹۰ء

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

عمرؓ فاروق اعظم کی خلافت واہ کیا کہنا
عمرؓ فاروق اعظم کی سیاست واہ کیا کہنا!

عمرؓ فاروق اعظم بُرج ہیں شمس الرسالتؐ کے
تعالی اللہ! شانِ علو و عظمت واہ کیا کہنا!

دُعا مانگی رسول اللہؐ نے ان کے تعاوُن کی
عمرؓ فاروق اعظم کی شجاعت واہ کیا کہنا!

ہوئی خیر الاُممؐ سے آپؓ کو شرعیہ آگاہی
رسولؐ اللہ کا فیضانِ صحبت واہ کیا کہنا!

لِوائے فتح لہرایا گیا جنگی محاذوں پر
بہ تائیداتِ غیبی فتح و نصرت واہ کیا کہنا!

شبا شب گشت وہ حضرت عمرؓ کا بستی و صحرا
ادائے ذِمّۂ حفظ و صیانت واہ کیا کہنا!

ہر اک سرکش پہ طاری آپؓ کے دُرّے کی ہیبت تھی
عمرؓ فاروق کا رشد و ہدایت واہ کیا کہنا!

پلایا آپؓ نے ایک گھاٹ پانی شیر بکری کو
عمرؓ فاروق اعظم کی عدالت واہ کیا کہنا!

بسر کی زیست سادہ آپؓ نے بر نہج نبویؐہ
عمرؓ فاروق کی شانِ قناعت واہ کیا کہنا!

شجاعت حکمت و عفت عدالت آپؓ کی کامل
عمرؓ فاروق اعظم ذوالکرامت واہ کیا کہنا!

سلامی دیجیے بیچینؔ! فاروقی جلالت کو!
عمرؓ فاروق کی جبروت و سطوت واہ کیا کہنا!

بیچینؔ رجپوری (بدایونی)

مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ

قسط دوم

میرا ایک مضمون بعنوان "مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ" ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم (ذیقعدہ و ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ) میں شائع ہو چکا ہے جس میں قاضی شمس الدین صاحب موصوف کی بعض جہالتوں اور تضاد بیانیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ قارئین کرام اس مضمون کو مکرر سہ کرر پڑھیں تاکہ زیر بحث نزاعی مسائل اچھی طرح ذہن نشین ہو جائیں۔ یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ "درویش" ضلع ہزارہ کے ایک موضع کا نام ہے جس میں قاضی صاحب موصوف سکونت پذیر ہیں۔ چونکہ موصوف اپنے نام کے ساتھ فقیر کا لاحقہ لگاتے ہیں اور فقیر اور درویش قریباً ہم معنی ہیں اس لیے میں نے قاضی شمس الدین درویش کا عنوان اختیار کیا ہے۔ میری ان سے کوئی ذاتی رنجش اور پرخاش نہیں۔ ان سے جو کچھ اختلاف ہے مسلک حق کی بنا پر ہے۔ ان کے لیے صاف راستہ تو یہ تھا کہ وہ اہلِ حق کے متفق علیہ اعتقاد کو مان لیتے اور اپنی زندگی کے آخری دور میں کھلم کھلا حمایتِ یزید کر کے اپنے آپ کو امتحان میں نہ ڈالتے لیکن وہ مسلکِ حق کی مخالفت پر ڈٹ گئے ہیں اس لیے اس پُرفتن دور میں اور زیادہ ضروری ہو گیا ہے کہ بلا خوف لومۃ لائم مسلکِ حق کا تحفظ کیا جائے اور مخالفین کے بودے استدلالات اور لغو اعتراضات کا دلائل و براہین قاہرہ کے ذریعے قلع قمع کیا جائے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

ایک چوری کا اعتراف

قاضی صاحب درویش موصوف نے نقیبِ ختم نبوت (محرم ۱۹۹۰ء) میں نقیب (ماہ ذی الحجہ) میں درج شدہ ایک علمی اور تاریخی خیانت کا اعتراف کر لیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بعنوان: وضاحت۔ تبصرہ حسب ذیل خط تحریر فرمایا ہے:

عزیز مکرم سید کفیل بخاری صاحب!

فقیر کا جو طویل مضمون بعنوان "جاہلانہ وقاحت کی عالمانہ وضاحت" ماہنامہ نقیب ختم نبوت بابت ماہ جون ۹۰ء میں چھپا، اس میں کچھ ادارتی اور کتابتی اغلاط آگئی ہیں جن کی اصلاح بے حد ضروری ہے مثلاً۔ اس مضمون کے ص۱۱ اور ص۳۶ میں کسی غلط فہمی کی وجہ سے یوں لکھا گیا کہ ....

"یہ مضمون حضرتِ اقدس مولانا خان محمد صاحب دامت معالیہم کے حکم خاص اور ارشاد پر لکھا گیا"

لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرتِ اقدس نے اس مضمون کے متعلق فقیر کو ایک حرف بھی ارشاد نہیں فرمایا۔ حضرت اقدس کا ارشاد تو ایک اور امر واقعہ کے لیے تھا کہ۔ "شاہ صاحب کی مکمل امداد کریں"۔ اس لیے یہ وضاحت فوراً شائع کر دیں اور کتابتی اغلاط کی تصحیح بھی ضرور شائع کریں۔

جولائی کے "نقیب ختم نبوت" میں شاہ بلیغ الدین صاحب کا مضمون عمدہ ہے۔ اسی شمارہ میں غزوہ قسطنطنیہ پر مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب کی عبارت امارتِ یزید کے متعلق پھسپھسی ہے۔ جب متنِ بخاری میں .... ویزید بن معاویة علیهم بارض الروم ... اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں فانه (یزید) کان امیر ذالك الجیش بالاتفاق .... لکھ دیا ہے تو پھر یہ پھسپھسا پن محض "سُنّی نُنّیت" ہے۔ عطاء المحسن شاہ صاحب سے سلام عرض کر دیں۔

والسلام

فقیر محمد شمس الدین عفی عنہٗ

از درویش، ڈاک خانہ ہری پور ہزارہ

قاضی صاحب درویش موصوف کے اس خط کا عکس دوسرے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

تبصرہ اس خط میں قاضی شمس الدین صاحب نے سلام مسنون بھی نہیں لکھا، خدا جانے اس وقت ندامت کا غلبہ تھا یا تربہ کی خوشی تھی یا کوئی اور حال طاری تھا۔

(۲) حضرت مولانا خان محمد صاحب زید فیضہم کے بارے میں جو کچھ نقیب جون ۱۹۹۰ء میں لکھا گیا ہے اس کے متعلق یہ لکھنا (کہ ص۱۱ اور ص۲۶ پر کسی غلط فہمی کی وجہ سے یہ لکھا گیا) غلط ہے کیونکہ موصوف نے اپنے زیر بحث مضمون کے آخر میں یہ لکھا ہے کہ: حضرت امیر شریعت کے ساتھ بے لوث محبت اور قبلہ حضرت صاحب کندیاں شریف کے ارشاد کی تعمیل میں فقیر نے محنت اور کوشش سے یہ

تعارف و تبصرہ — دفاعِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کتاب ہذا سائز کی تقریباً دو سو صفحات کی اردو زبان کی ایک کتاب ہے جو ترجمانِ اہل سنت محافظِ ناموسِ صحابہ خادمِ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ الحاج حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم چشتی صابری خلیفہ مجاز حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ فاضل دیوبند کی تالیف ہے

قبل ازیں جناب مولوی لال شاہ صاحب بخاری نے ایک کتاب "استخلافِ یزید" نامی لکھی تھی اس کتاب میں معتقداتِ اہل سنت سے ہٹ کر کاتبِ وحی رب العالمین خال المومنین و امیر المسلمین سیدنا حضرت امیر معاویہ بن سیدنا ابوسفیان عبشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے خلاف نامناسب عبارتیں لکھی تھیں جن سے اہل سنت کے دینی نظریات خاصے مجروح ہوئے اور شیعہ حلقوں میں شاہ صاحب کی یہ کتاب خاصی مقبول ہوئی۔

حضرت قاضی صاحب موصوف نے اپنی کتاب "خارجی فتنہ" میں شاہ صاحب کی اس کتاب کے بعض ناگوار مندرجات کی متین تردید کی تھی جو جناب شاہ صاحب کو ناگوار گزری اور انہوں نے اپنے برادرِ نسبتی جناب سید محمد حسین شاہ کا کوٹ میلو تحصیل حسن ابدال سے چوبیس صفحات کا ایک رسالہ "کھلی چٹھی بنام قاضی مظہر حسین صاحب" شائع کروا دیا اور عوام میں مشہور ہے کہ یہ رسالہ خود مرتب کر کے اپنے برادرِ نسبتی سید محمد حسین شاہ صاحب کے نام سے شائع کرایا۔ مولوی محمد حسین شاہ صاحب نے اس کھلی چٹھی میں مولوی لال شاہ صاحب کی کتاب کی تائید اور حضرت قاضی صاحب کی تردید کی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف مولوی لال شاہ صاحب کی غلط باتوں کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی

حضرت قاضی صاحب مدظلہ نے اس رسالہ کھلی چٹھی کے جواب میں اور حضرت امیر معاویہ کی براءت میں یہ معرکۃ الآراء کتاب تصنیف فرما کر مسلمانانِ اہل سنت پر احسانِ عظیم فرمایا ہے فجزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔ حضرت قاضی صاحب قبل ازیں ایک اور معرکۃ الآراء کتاب "بشارت الدارین بالصبر علیٰ شہادۃ الحسین" بھی شائع فرما چکے ہیں جو قابلِ دید کتاب ہے۔

کتاب دفاعِ حضرت امیر معاویہؓ سے نہ صرف حضرت معاویہؓ بلکہ تمام صحابہ کے ارفع اور اعلیٰ مقام کی بلندی کو عمدہ انداز سے واضح اور روشن فرمایا ہے

رد رفض میں حضرت قاضی صاحب مدظلہ کے والد مکرم مرحوم فاتح قادیان حضرت مولانا کرم دین صاحب دبیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک مشہورِ آفاق کتاب "آفتابِ ہدایت" تصنیف فرمائی تھی جو تقریباً نصف صدی سے آج تک رد رفض میں ایک لاجواب کتاب سمجھی جاتی ہے

حضرت قاضی صاحب مدظلہ کی یہ کتاب بھی اپنے مبحث اور مقصد میں ایک جامع جاندار اور کامیاب تصنیف ہے کتابت طباعت اور کاغذ بہت عمدہ دو رنگا سرورق اور قیمت صرف ساڑھے [illegible] روپیہ جو کہ تقریباً لاگت کے برابر ہے زیادہ سے زیادہ خریداری کیلئے مزید رعایت۔ ان تینوں کتابوں سے کوئی مسلمان کو غافل نہ ہونا چاہیے اور تینوں مذکورہ بالا کتابوں کے ملنے کا پتہ — مکتبہ خدام اہلسنت مدنی جامع مسجد چکوال ضلع جہلم صوبہ پنجاب

فقیر قاضی محمد شمس الدین ساکن درویش
ڈاکخانہ ہری پور ہزارہ صوبہ سرحد
۲۸/۵/۸۵ء

مضمون لکھا ہے۔" (النقیب صہ ۳۶) اس میں تصریح ہے کہ حضرت صاحب کندیاں شریف کے ارشاد کی تعمیل میں یہ مضمون لکھا گیا تو اس میں غلط فہمی کا کیا دخل ہے۔ اگر حضرت مولانا موصوف نے اس مضمون کا حکم نہیں دیا تھا اور درویش صاحب نے ان کی طرف اس کو منسوب کر دیا تو یہ صریح جھوٹ ہے نہ کہ غلط فہمی۔

۳ حضرت مولانا موصوف کو اس طرح یزیدیت کے ساتھ ملوث کرنا ایک بڑی علمی خیانت اور فریب دہی ہے جس کے ذریعے ناواقف لوگ حضرت مولانا خان محمد صاحب کی شخصیت سے سخت بدظن ہو سکتے ہیں۔

۴ اگر کتابتی اغلاط کی بھی نشان دہی کر دیتے تو اچھا تھا اور گو کتابت کی غلطی قابلِ گرفت نہیں ہوا کرتی لیکن کیا معلوم کہ مضمون میں کتابت کی اغلاط ہیں یا ویسے حقیقی اغلاط ہیں۔

۵ قاضی صاحب درویش کا یہ لکھنا کہ: حضرت اقدس کا ارشاد تو ایک اور واقعہ کے لیے تھا کہ: "شاہ صاحب کی مکمل امداد کریں"۔ کاش کہ اس امر واقعہ کا بھی انکشاف ہو جاتا تو ساری اُلجھنیں دور ہو جاتیں۔

۶ میں پہلے بھی مطمئن تھا کہ حضرت مولانا خان محمد صاحب صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اکابر دیوبند اور جمہور اہلسنت کے مسلک کے متبع ہیں لیکن قاضی شمس الدین صاحب کے اس مکتوب سے وہ لوگ بھی مطمئن ہو جائیں گے جو کسی شبہ میں مبتلا ہو گئے ہوں گے

ع عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

زنانہ مطاعن

زیر بحث مسئلہ تو فسق یزید یا مشاجرات صحابہ کرامؓ میں خطائے اجتہادی کا تھا لیکن قاضی صاحب درویش نے اپنے آپ کو غالباً دلائل سے تہی دامن پاتے ہوئے زنانہ قسم کے مطاعن سے بھی اپنے مضمون کی تکمیل کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

۱ قاضی صاحب کی عادت ہے کہ اکابر کو تبصروں کے لیے کتابیں بھیجتے ہیں اور پھر تبصروں کے منتظر رہتے ہیں اور جب تبصرے آ جاتے ہیں تو ان کے تعریفی حصے اپنی کتاب میں شخصیت سازی کے لیے اور اپنی عزت بڑھانے کے لیے چھاپ دیتے ہیں اور اگر تنقید وصول ہو تو چپ سادھ لیتے ہیں مثلاً ہفت روزہ خدام الدین میں تنقید چھپی تو اپنے رسالہ تائیدی تبصرے میں اس کو

جگہ نہ دی اور جب مولانا محمد علی سعید آبادی نے اپنے رسالہ "اصل حقیقت کے صفحہ ۱۴ تا ۱۶ پر خدام الدین" کا تبصرہ نقل کر دیا تو مجبور ہو کر خود قاضی جی نے بھی کشف خارجیت کے صفحہ ۱۷ پر اسے نقل کر دیا

ع کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

چنانچہ یہی کتابیں قاضی صاحب نے حضرت علامہ مولانا سرفراز خان صاحب صفدر شیخ الحدیث نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کو بھیجیں پھر تبصرہ کے منتظر رہے اور جب تبصرہ نہ آیا تو جناب صوفی عبد الحمید خان صاحب موصوف کو یاد دہانی کرائی ۔ موصوف نے جواباً لکھا۔ حضرت شیخ الحدیث کو آپ کی کتاب پر تبصرہ کے لیے کہا تھا لیکن انہوں نے اپنی بیماری کی وجہ سے معذرت کر دی" پھر (بطور مسئلہ پیش . ناقد) لکھ دیا۔ جناب والا کا نام ہی کافی سند ہے۔ (کشف خارجیت ص ۶۸)

الجواب

(۱) تبصرہ کے لیے علماء کے پاس کتابیں بھیجنا بھی کوئی علمی و اعتقادی عیب ہے جس کو محل تنقید بنایا جائے۔ کتاب المہند علی المفند دیوبندی مسلک کی ایک بنیادی دستاویز ہے جس پر عرب و عجم کے اکابر علماء کی تقریظیں لکھی۔ اکابر نے بھی تو المہند تبصرہ کے لیے ان حضرات کو بھیجی ہوگی اور آپ خود بھی تو علماء کو تائید حاصل کرنے کے لیے اپنے کتابچے یا اپنی تحریریں بھیجتے رہتے ہیں اور منتظر بھی رہتے ہیں۔

(۲) دیکھنا تو یہ ہے کہ خارجی فتنہ وغیرہ میری تصانیف کی علمائے اہل سنت والجماعت نے تائید کی ہے یا تردید۔ حالانکہ کسی معتمد سنی عالم نے اس کی تردید نہیں کی بلکہ تائید ہی کی ہے ۔ مولانا محمد علی سعید آبادی مرحوم کی طرف منسوب کتابچہ بنام "اصل حقیقت" کا جواب میں نے کشف خارجیت میں دیا ہے۔ یہ کتابچہ کراچی کے خارجی گروہ کا تیار کردہ ہے جو جہالت اور بد دیانتی کا مرقع ہے۔ اگر آپ کو کشف خارجیت پر اعتراض ہے تو آپ ہی جواب کے لیے طبع آزمائی کر لیں۔

(۳) خدام الدین لاہور میں مولوی سعید الرحمٰن صاحب علوی نے جو تبصرہ لکھا تھا اس کا جواب کشف خارجیت میں دے دیا ہے۔ اب تو وہ خدام الدین سے علیحدہ ہو چکے ہیں۔ علوی صاحب بھی آپ کی طرح حامی یزید ہیں۔ آپ ان کے تعاون سے ہی میری معروضات کا جواب لکھ دیا کریں

ع خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

(۴) قاضی صاحب درویش حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی زیدمجدہم (مہتمم جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"طرح طرح کا غیر متعلق مواد اور ناپ شناپ جمع کر کے قاضی جی کتاب کی طوالت بڑھاتے ہیں اس کو اکثر قارئین نے بُری طرح محسوس کیا ہے مگر قاضی صاحب کی کفن ماری کے ڈر سے کچھ کہنے کی کوئی بھی جرأت نہیں کرتا۔ البتہ اللہ کے بعض بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو "آتی نہیں روباہی"۔ اس کی روشن مثال حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی مدظلہ مہتمم مدرسہ عالیہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کی ہے۔ قاضی صاحب نے انہیں خارجی فتنہ بھیجی اور تبصرہ کی یاد دہانی کرائی تو حضرت صوفی صاحب مدظلہ نے کتاب کی جزوی تائید کے ساتھ کتاب کی ناگوار طوالت کو بھی محسوس فرمایا اور لکھا.... البتہ ایک بات محسوس ہو رہی ہے کہ کتابوں میں طوالت زیادہ ہے۔ اگر قدرے اختصار ہوتا تو بہتر ہوتا"

(کشف خارجیت ص ۶۸-۶۷) (نقیب جون ص ۱۶)

الجواب کتاب کی طوالت کا زیر بحث مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں۔ یہاں "آتی نہیں روباہی" کا استعمال بھی بالکل بے موقع ہے۔ کاش کہ درویش صاحب حضرت صوفی صاحب موصوف کا مکتوب گرامی پورا نقل کر دیتے تو قارئین کسی شبہ میں مبتلا نہ ہوتے۔ ہم یہاں حضرت صوفی صاحب کے دونوں گرامی نامے نقل کرتے ہیں جن کا تعلق کتاب کے تبصرے سے ہے جس سے واضح ہو جائے گا کہ صوفی صاحب نے جزوی نہیں بلکہ کلی طور پر اصل بحث کی پُرزور تائید فرمائی ہے۔

(۱) جناب صوفی صاحب کا مکتوب حسب ذیل ہے: (بعد از سلام مسنون) لکھتے ہیں کہ:

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ جناب والا کی مرسلہ کتاب "خارجی فتنہ" اور دفاع صحابہؓ وصول ہو چکی تھی۔ یاد فرمائی کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ نے خارجیت اور ناصبیت کا تعاقب فرمایا ہے۔ یہ فتنہ رفض و تشیعت سے کم خطرناک نہیں۔ البتہ ایک بات محسوس ہو رہی ہے کہ کتابوں میں طوالت زیادہ ہے۔ اگر قدرے اختصار ہوتا تو بہتر ہوتا" (یکم ربیع الاول ۱۴۰۳ھ ۱۸ دسمبر ۱۹۸۲ء)

(۲) اور حضرت صوفی صاحب نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب زید فضلہم کے تبصرہ کے متعلق عنایت نامہ لکھا وہ حسب ذیل ہے:

شیخ الحدیث صاحب نے آپ کی کتاب پر تبصرہ کے لیے کہا تھا۔ انہوں نے اپنی بیماری کی وجہ سے معذرت کی۔ آج کل سابقہ امراض کے علاوہ نہیں کر میں شدید درد اٹھ گیا ہے دعا فرمائیں۔ میرے ناقص خیال میں اس پر ہمارے جیسے لوگوں کے تبصرہ کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔ جناب والا کا اسم مبارک اور نام نامی ہی سند کافی ہے۔ آپ اہل حق کے ترجمان اور سلف کے امین ہیں۔ (۲ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ ۲۵ جنوری ۱۹۸۴ء) (کشف خارجیت ص ۶۸)

حضرت صوفی صاحب کے دو والا نامے موصول ہوئے تھے۔ ان کا پہلا خط تو درویش صاحب...... نے پورا نقل ہی نہیں کیا جس میں خارجیت و ناصبیت کے متعلق لکھا تھا کہ: "یہ فتنہ رفض و شیعیت...... سے کچھ کم خطرناک نہیں۔" اور حضرت شیخ الحدیث کے تبصرہ کے بارے میں جو انہوں نے لکھا اس...... کے آخری الفاظ حذف کر دیے۔ گو میں اس کا اہل نہیں جس حسن ظن کا اظہار صوفی صاحب نے،...... کیا ہے۔ بہر حال ان کے ہر گرامی نامہ سے جناب درویش کے تمام اوہام و وساوس کا خاتمہ ہو جاتا ہے واللہ الهادی۔ ؎

یہ اپنی اپنی قسمت ہے شکایت کیوں گلہ کیسا   یزیدی آپ کہلائیں مگر ہم تو حسینی ہیں

جناب موصوف لکھتے ہیں: جناب قاضی صاحب... حافظ القرآن والحدیث

طعن (۳) حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی مدظلہ کے اس بیان حق ترجمان کا کیا جواب دیں گے کہ: نعرہ حق چار یار رضی کی آڑ میں پیری مریدی کا ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ (بحوالہ رسالہ اصل حقیقت ص ۱۷ طبع کراچی مؤلفہ محمد علی صاحب سعید آبادی تلمیذ رشید حضرت مولانا عبید اللہ صاحب سندھی) شاید قاضی صاحب کے متعلق ہی یہ شعر ہے کہ ؎

گاڈل کے یار و نعرۂ حق چار یار رضی   اپنے سکے ڈھالتا ہے نعرۂ حق چار رضی

الجواب (۱) رسالہ "اصل حقیقت" اور اس کے مؤلف کی حقیقت تو میں نے اپنی کتاب "کشف خارجیت" میں کھول دی ہے۔ اب مولانا سعید آبادی مرحوم ہو چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ رسالہ "اصل حقیقت" کا مؤلف کوئی خارجی ہے جس نے مولانا سعید آبادی مرحوم کا نام استعمال کیا ہے۔ یہ کتابچہ صرف ۸۰ صفحات کا ہے۔ میں نے اس کے متعلق "کشف خارجیت" ص ۲۱ پر لکھا ہے کہ: مؤلف صاحب کے قلم سے جتنے جھوٹ اس مختصر

کتابچہ میں سرزد ہوئے ہیں ان کو نمبروار میں نے کتاب ہٰذا میں پیش کر دیا ہے جو غالباً ۳۷ ہیں اور علمی خیانتیں اور عیاریاں ان کے علاوہ ہیں لیکن تین جھوٹ ان کے ایسے ہیں جو ان کے مشن خارجیت کی بنیاد ہیں

(۱) مجھ پر شیعہ عقیدہ امامت کا الزام

(۲) جماعت اسلامی کا معنوی شاگرد کہنا۔

(۳) مولانا لعل شاہ صاحب کا معنوی شاگرد قرار دینا۔

یہ جھوٹ انہوں نے عمداً تراشے ہیں اور بار بار ان کا ذکر کیا ہے ورنہ ان کا ضمیر بھی گواہ ہے کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں الخ قاضی شمس الدین صاحب اگر مؤلف "اصل حقیقت" کی پیروی میں یہی افترا پردازی کا ارتکاب کرنا چاہتے ہیں تو ان کو کون روک سکتا ہے۔ یہ بھی تو فرمائیں کہ حضرت درخواستی زید مجدھم کے مذکورہ بیان کا راوی کون ہے اور کیا حضرت درخواستی قرآن کے موعودہ چار خلفائے راشدین کا انکار کر سکتے ہیں جبکہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند قرآن مجید کی آیت استخلاف (وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت (الآیۃ) کی تشریح لکھتے ہیں:

اس سے ثابت ہوا کہ تسلط اہل اسلام اور تمکین دین پسندیدہ اور ازالۂ خوف اور تبدیلی امن جو کچھ تھا سب کا سب اصل میں انہیں چار کے لیے تھا۔ (ہدیۃ الشیعہ ص ۵۶ طبع قدیم) جب آیت استخلاف کا مصداق صرف چار یارؓ ہی ہیں تو ان کے حق ہونے کا اعلان اگر کیا جائے اور خصوصاً جب حضرت علی المرتضیٰؓ کے لیے شیعہ کلمہ و اذان میں توحید و رسالت وغیرہ کے علاوہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلافصل کا اعلان کرتے ہیں تو ان کے ابطال کے لیے خلافت راشدہ موعودہ کی تبلیغ و تشہیر کی جائے اور خلافتِ راشدہ کے جواب میں "حق چار یارؓ" کا اعلان کیا جائے تو آپ کو کیوں دکھ پہنچتا ہے

(۲) فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ (مولف بذل المجہود شرح ابی داؤد) ایک سائل کے جواب میں لکھتے ہیں:

ذکر مناقب چار یارؓ کبار عبادت ہے اور جن مواقع میں روافض کی مجالس ہوتی ہوں اور ذکر چار یارؓ کی مزاحمت ہوتی ہو اور فساد عقائد عوام کا اندیشہ ہوتا ہو وہاں ذکر مناقب چار یارؓ شعار سنیت ہوگا اور واجب ہوگا۔ لانّ ما توقف علیہ الواجب واجب (یعنی جس امر پر واجب موقوف ہو وہ بھی واجب ہوتا ہے) اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت

اور چار یار کبار کی مدح نظماً یا نثراً پڑھنا فی حد ذاتہ جائز و مستحسن ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی خلیلیہ) اس فتویٰ پر حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب (مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب اسیر مالٹا، حضرت علامہ مولانا سید محمد انور شاہ صاحب محدث کشمیری اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند وغیرہ اکابر حضرات کے تصدیقی دستخط ثبت ہیں۔

احرار اور چار یارؓ

لکھنؤ میں تحریک مدح صحابہؓ کے سلسلے میں مشہور شاعر احرار مرزا غلام نبی جانباز لکھتے ہیں: یوپی مجلس احرار نے مرکز کے مشورے پر تحریک سول نافرمانی شروع کر دی اور ۲ جولائی ۱۹۳۶ء کو ذمہ دار احرار کارکن مدح صحابہ پڑھ کر گرفتار ہونا شروع ہو گئے۔ احرار رضا کار حسب ذیل شعر پڑھتے اور انہیں گرفتار کر لیا جاتا ؎

جن کا ڈنکا بج رہا ہے چار سو لیل و نہار
وہ ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ چار یارؓ

(کارروائی احرار جلد ۲ صـ ۱۴۳)

غازی امیر عبدالرحمٰن کا نعرہ حق چار یارؓ

امیر افغانستان غازی عبدالرحمٰن مرحوم کے متعلق لکھا کہ انہوں نے اپنے مخالف لشکر کو مصالحت کی پیش کش کی لیکن اس پیشکش کا کوئی جواب نہ آیا تو: میں (یعنی غازی عبدالرحمٰن) نے اگلی صبح اپنی فوج کو قلعہ پر حملے کا حکم دے دیا۔ حملے سے پہلے توپچیوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ رُکے بغیر مختلف سمتوں سے قلعے کی دیوار کو نشانہ بنائیں تاکہ اصل حملے کے مقام سے محصورین کی توجہ ہٹائی جا سکے۔ یوں ہماری فوج کا بڑا حصہ خاموشی سے آگے بڑھتا رہا اور دیوار کے عین نیچے پہنچ کر فوجیوں نے فلک شگاف نعرہ لگایا حق چار یارؓ (اردو ڈائجسٹ ۱۹۸۸ء صـ ۱۴۳ رازوں کا امین)

فرمایئے ایک صدی پہلے تو افغانستان کے پہاڑوں میں غازیانِ اہلسنت والجماعت حق چار یارؓ کا نعرہ لگاتے رہے ہیں اور ۱۹۳۶ء میں احرار نے لکھنؤ میں حق چار یار کی صدا بلند کی لیکن آج پاکستان میں جب خدام نے یہ بھولا ہوا سبق یاد دلایا اور پاکستان بھر میں حق چار یارؓ کی گونج پیدا ہو گئی تو آپ جیسے حامیانِ یزید اس کو اپنی مذموم تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ شیعہ بھی اس نعرہ سے سیخ پا ہوتے ہیں اور آپ بھی، تو فرمائیے آپ کا مقصد کیا ہے؟

قاضی صاحب موصوف بعنوان "دوسری جہالت" لکھتے ہیں۔ صفحہ ۹ پر امین

طعن (۴)

صاحب نے قاضی صاحب کی کتابوں پر تائیدی تبصرے کے ضمن میں لکھا۔ "تائیدی تبصرے" مرتبہ مولانا قاری بشیر محمد علوی صاحب مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور۔" آج تک ہمیں تو یہی معلوم تھا کہ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی مدظلہٗ جامعہ اشرفیہ لاہور کے مفتی ہیں لیکن امین صاحب کے اس انکشاف سے کہ بشیر محمد علوی صاحب جامعہ اشرفیہ کے مفتی بھی ہیں... علوی صاحب کو مبارک ہو۔" (صہ۱۳)

الجواب

اس میں جہالت کی کیا بات ہے۔ جہالت پر مبنی تو آپ کا اعتراض ہے۔ حضرت مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی زید فیضہم تو صدر مفتی ہیں اور قاری بشیر محمد صاحب علوی ان کے ماتحت مفتی ہیں۔ اگر قاری صاحب موصوف کو صدر مفتی لکھا جاتا پھر تو قابلِ گرفت تھا۔ ہمارے پاس دارالعلوم دیوبند کے ایک فتویٰ کی فوٹو سٹیٹ کاپی ہے جس میں چار مفتی صاحبان کے دستخط ہیں۔ تین حضرات نے اپنے نام کے ساتھ مفتی دارالعلوم دیوبند لکھا ہے اور ایک مفتی صاحب نے نائب مفتی لکھا ہے حالانکہ وہاں کے صدر مفتی حضرت مولانا مفتی محمود صاحب گنگوہی ہیں۔ کیا آپ باقی حضرات کے نام کے ساتھ مفتی کے لفظ پر اعتراض کریں گے۔ یہ بھی فرمائیں کہ آپ کے نام کے ساتھ قاضی لکھا جاتا ہے۔ کیا آپ واقعی شرعی قاضی ہیں ؎

سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست

زیر بحث نقیب (جون ۱۹۹۰ء) صہ۱۲ پر قاضی صاحب درویش لکھتے ہیں:

طعن (۵)

قاضی مظہر حسین کا داعیہ طبعی یہ ہے کہ وہ ہر ممکن طریقہ سے اپنی شخصیت کے قد کاٹھ (IMAGE) کو نمایاں کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش فرماتے رہتے ہیں (جس پر ان کی تمام تصانیف شاہد عدل ہیں) اور نئے نئے مباحث گھڑتے رہتے ہیں۔ چنانچہ مشہور مودودئے قلم کار جناب نعیم صدیقی نے قاضی صاحب کا لقب ہی "منظہر مباحث" لکھ دیا ہے (بحوالہ کشف خارجیت ص ۸۶ - ۸۵) کسی نے سچ ہی کہا ہے... ولی را ولی می شناس۔ ماہنامہ نقیب ختم نبوت میں اپنے تذکرے کو بھی موصوف نے ایک اچھا بہانہ محسوس فرمایا اور غالباً ایک نائب فی الملتان محمد امین شاہ صاحب مخدوم پوری کو توجہ دلائی کہ وہ بخاری شاہ صاحب کی تردید اور قاضی صاحب کی تائید میں ایک رسالہ چھاپیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس رسالہ کا مسالہ خود قاضی صاحب

نے مہیا فرمایا ہو۔ چنانچہ محمد امین شاہ صاحب نے "جاہلانہ جسارت" کا ارتکاب کرتے ہوئے اسی نام سے ایک رسالہ چھاپ دیا۔

الجواب

۱۔ جن کتابوں کی آپ پہلے تائید کر چکے ہیں آپ انہیں کو ہدفِ تنقید بنا رہے ہیں اور طرفہ یہ ہے کہ نعیم صدیقی صاحب مدیر ماہنامہ ترجمان القرآن اچھرہ (لاہور) کا سہارا لے رہے ہیں کہ انہوں نے مجھ کو "مظہر مباحث" لکھ دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ درویش صاحب کی اپنی کوئی خاص سوچ نہیں ہے۔ کبھی خارجیوں کے کتابچہ "اصل حقیقت" کا حوالہ پیش کرتے ہیں اور کبھی مودودی جماعتِ اسلامی کے مشہور اہل قلم رہنما کا۔ کبھی کسی کے دریوزہ گر بنتے ہیں اور کبھی کسی کے۔ جماعت اسلامی والوں نے تو مطعون کرنا ہی ہے کیونکہ رد مودودیت میں میری متعدد کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ مودودی جماعت کے عقائد و نظریات پر تنقیدی نظر۔ مودودی مذہب۔ علمی محاسبہ۔ مودودی صاحب کے نام کھلی چٹھی وغیرہ۔

۲۔ نعیم صدیقی صاحب کو تبصرے کے لیے دو کتابیں بھیجی گئی تھیں۔ ا۔ کھلی چٹھی بنام قاضی مظہر حسین مؤلفہ مولوی مہر حسین بخاری ۲۔ چکوال کے خارجی فتنہ کی اصل حقیقت۔ مؤلفہ مولانا محمد علی سعد آبادی تو اس پر نعیم صدیقی صاحب نے لکھا تھا کہ: یہ دو رسائل تبصرے کے لیے آئے ہیں مگر ان صفحات میں ایسی بحثوں پر کیا تبصرہ لکھا جائے جو ہماری توجہات کو حال کے تباہ کن فتنہ الحاد اور فلسفہ ہائے مادیت سے ہٹا کر بار بار کی دہرائی ہوئی صدیوں پہلے کی تاریخ پر لے جاتے ہیں کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا معاملہ کیسا تھا۔ یوں بھی جہاں تک (بواسطہ ہم علاقیت) میں مجملاً قاضی مظہر حسین صاحب کو جانتا ہوں بغیر ان کے ادب میں کمی کیے انہیں مظہر مباحث سمجھتا ہوں۔ وہ سالہا سال سے نت نئے قضیے چھیڑتے رہتے ہیں اور اسی میں ان کا علم اور ان کی عزیز عمر کھپ رہی ہے الخ (ترجمان القرآن جلد ۱۰۱ عدد ۳۔ مئی ۱۹۸۴ء) ان کے جواب میں میں نے لکھا کہ: صدیقی صاحب موصوف سے یہاں مختصراً یہ عرض کرتا ہوں کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ کی بحث تو آپ کے قائد اعلیٰ مودودی صاحب نے اپنی کتاب "خلافت و ملوکیت میں خود تفصیلاً لکھی ہے جس میں حضرت معاویہؓ کی صریح توہین کی ہے۔ مودودی صاحب نے ہی اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں سورۃ التحریم کی آیات کے تحت اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زبان درازی کرنے والیاں لکھا ہے۔

مودودی صاحب نے ہی تفہیمات اور تفہیم القرآن میں عصمت انبیاء علیہم السلام کو مجروح کیا ہے۔ مودودی صاحب نے ہی جماعت اسلامی کے "دستور" میں صحابہ کرامؓ کے معیارِ حق ہونے کی نفی کی ہے۔ مودودی صاحب نے ہی اپنے مضامین مجموعہ رسائل و مسائل میں اکابرِ اسلام کی پگڑیاں اچھالی ہیں۔ مودودی صاحب نے ہی اپنی کتاب "تجدید و احیائے دین" میں مجددین امت پر اپنا تنقیدی نشتر چلایا ہے۔ بندہ نے اور دوسرے اکابر اہلِ حق نے تو مودودی صاحب کے نظریاتِ باطلہ کی دلائل سے تردید کی ہے۔ کیا آپ نے اپنے مرشدِ اعلیٰ مودودی صاحب سے کہا تھا، آپ نے یہ صدیوں پہلے کے مسائل پھر از سرِنو کیوں چھیڑے ہیں الخ (کشف خارجیت ص ۸۶-۸۷)

بشارات الدارین اور مولانا عطاء المنعم صاحب بخاری

امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کے بڑے صاحبزادے جناب مولانا سید حافظ عطاء المنعم صاحب بخاری نے اپنے ایک گرامی نامہ محررہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ مطابق ۳۰ نومبر ۱۹۷۸ء میں بعد سلام مسنون لکھا کہ:

"قریباً دو ماہ ہوئے ہیں کہ آپ کے شناسا اور میرے محترم جناب مولوی غلام یٰسین صاحب جہلمی نے میری خصوصی فرمائش پر جناب کی تالیف لطیف "بشارات الدارین" آپ کے مکتبہ سے قیمتاً حاصل کرنا چاہی تو میرا نام معلوم ہونے پر آپ نے اس کی واجبی قیمت وصول کیے بغیر ہی ہدیۃً عنایت فرما دی جو موصوف کی سفر سے واپسی پر مجھے مل چکی ہے۔ آپ نے قیمت نہیں لی۔ یہ حسنِ سلوک ہے فجزاک اللہ تعالیٰ۔

۲۔ کئی برس سے پندرہ روزہ الاحرار کی ادارت کا کام گھسیٹ رہا ہوں۔ میرے نقطۂ نگاہ سے علمی اور تبلیغی طور پر اب اس کا رُخ حسب منشاء ہو رہا ہے۔ چند روز تک اس کے سابقہ شماروں میں سے چند پرچے بطور نمونہ اور ہدیۃً بھجواؤں گا۔ بعد مطالعہ اگر طبیعت آمادہ ہو تو عقیدہ و مسلک اہل سنت والجماعت کے مطابق کبھی کبھی کوئی چھوٹا بڑا مضمون اور مکتوب و مراسلہ چھپنے کے لیے بھیج دیا کریں تو شکرگزار ہوں گا۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اخلاقی، قانونی یا کسی اور قسم کی مصلحت مانع نہ ہو تو کیا آپ اس کی اجازت دیتے ہیں کہ "بشارات الدارین" حسب موقع و گنجائش الاحرار میں بالاقساط شائع

کردی جائے۔ یہ میری دلی خواہش ہے اور مولانا غلام یٰسین مذکور جو حسنِ اتفاق سے اس وقت بھی میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں اور دوسرے کئی احباب بھی اس بارہ میں میرے ہم نوا ہیں۔ اس کے متعلق پہلی فرصت میں آپ کی تحریری رضامندی اور اجازت کا بے چینی سے منتظر رہوں گا۔ امید ہے کہ مناسب اور حسبِ ضرورت جواب باصواب سے خورسند فرمائیں گے۔ واللہ الموفق۔

۲۔ جماعت اسلامی اور مودودی کے متعلق آپ کا پرانا اور مشہور و مقبول مضمون جس میں اکابر دیوبند کا بالعموم اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا بالخصوص دفاع کیا گیا ہے لیکن اس کا کتابی نام فی الوقت یاد نہیں رہا نیز حضرت مدنیؒ کا مرتب کردہ شجرۂ روحانیہ جس میں حضرتؒ کے خود نوشت حالات بھی شامل ہیں اور چند برس ہوئے آپ نے اس کو بڑے اہتمام سے شائع کیا تھا اور اگر کوئی مزید اس سلسلہ کی نئی مطبوعہ ہو تو سب کے دو دو نسخہ پر مشتمل وی پی میرے نام کردی جائے انشاء اللہ وصول کرلی جائے گی الخ

یہ مولانا غلام یٰسین صاحب فاضل دیوبند قصبہ بھون نزد چکوال کے رہنے والے ہیں۔ عرصہ سے ملتان میں ہی مقیم ہیں کبھی بھون میں آتے ہیں تو یہاں بھی ملاقات کے لیے تشریف لایا کرتے ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہ کے متوسلین میں سے ہیں۔

۲۔ جناب مولانا سید حافظ عطاء المنعم صاحب بخاری کے گرامی نامہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ میری کتاب بشارت الدارین بالصبر علی شہادت الحسین (جو ماتم مروجہ کے رد میں ضخیم کتاب ہے) ان کو اتنی پسند آئی ہے کہ اپنے الاحرار میں بالاقساط چھاپنے کی فرمائش کی ہے۔ میں نے اپنے عریضہ میں دوسرے فتنوں کے علاوہ مودودیت کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھا کہ:

۱۔ اہل سنت اس دورِ تنزل میں ہر فتنہ کا شکار ہو رہے ہیں۔ مودودیت نے تو اقتدار میں بھی وافر حصہ ڈال رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ملک و ملت کو سب فتنوں سے محفوظ رکھیں اور اہل السنت والجماعت کو ترقی و استحکام نصیب ہو۔ آمین۔ آپ نے اپنے پرچہ الاحرار میں بشارت الدارین بالاقساط شائع کرنے کی فرمائش کی ہے سو آپ شائع کر سکتے ہیں۔ اگر کہیں بالفرض کسی بات میں اختلاف ہو تو تحریر

فرمادیا۔ جس کتاب کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ یاد نہیں کیا نام ہے۔ ایک کتاب تو علمی محاسبہ ہے جو مفتی محمد یوسف صاحب مودودی کی کتاب "جائزہ" کے رد میں ہے۔ صحابہؓ کا معیار حق ہونا اور مسئلہ عصمت انبیاءؑ اس کا موضوع ہے۔ والسلام

قاضی درویش صاحب کے چند زنانہ قسم کے مطاعن کا جواب دے دیا ہے اور بظاہر توان زنانہ کے جواب کی ضرورت نہ تھی لیکن محض اس خیال سے ان کو زیر بحث لانا پڑا کہ کہیں درویش صاحب یہ نہ فرماتے رہیں کہ میرے یہ حقائق (مطاعن) لاجواب تھے

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

درویش صاحب کے دلائل کا جائزہ

قاضی شمس الدین صاحب درویش لکھتے ہیں:

قاضی مظہر حسین صاحب نے خارجی فتنہ حصہ دوم کے صفحہ ۳۴۵ پر یزید کو امیرالمؤمنین کہنے پر بڑی لے دے کی ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے منسوب ایک روایت بھی لکھی ہے کہ آپ کے سامنے کسی شخص نے یزید کو امیرالمؤمنین کہہ دیا تو آپ نے اسے ۲۰ کوڑے مارنے کا حکم دیا تھا۔۔۔ اس روایت میں ایک راوی نوفل بن ابی عقرب کی توثیق کے لیے قاضی صاحب کو کوئی حوالہ ہی نہ مل سکا۔ فیا اسفا۔

۱۔ قاضی صاحب کو یزید کے ساتھ ذاتی عناد ہے اور یہ موروثی بھی ہے۔ قاضی صاحب کے والد صاحب عام جلسوں میں یزید پر لعنت کیا کرتے تھے۔ (مناظرہ میرور پر صفحہ ۱۲) حالانکہ حدیث میں آتا ہے کہ مؤمن لعان نہیں ہوتا (صحیح بخاری) اور مومن پر لعنت کرنا جائز نہیں اور جو کسی مسلمان پر لعنت کرے وہ خود ملعون ہے (وفیات الاعلان ج ۳ صفحہ ۲۸۸) اسی طرح قصیدہ "بدء المعانی" کی شرح میں علامہ علی قاری نے لکھا ہے کہ یزید بن معاویہؓ پر سلف صالح میں سے کسی نے لعنت نہیں کی۔ البتہ غالی رافضی اس پر لعنت کرتے ہیں جو کہ غلو کرنے والے اور حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ (ضوء المعالی شرح بدء الامالی صفحہ ۸۵) بلکہ ان روافض کے مورث اعلیٰ ابن جریر طبری نے تو حضرت امیر معاویہؓ کو لعنت اللہ لکھا ہے۔

۲۔ علامہ علی قاری کی تصریح سے معلوم ہو گیا کہ۔۔۔۔ یزید بن معاویہ پر لعنت کرنے والے غالی رافضی اور حد سے گزر جانے والے ہیں"۔۔۔۔ اب چونکہ اس غلو میں قاضی صاحب اپنے والد کے صحیح

جانشین ہیں اس لیے مذمت یزید میں کسی ضعیف بلکہ موضوع روایت پر بھی نظر پڑ جائے تو نقل فرما لیتے ہیں الخ

الجواب

۱۔ قاضی درویش صاحب پر لازم تھا کہ وہ یزید کے بارے میں میری تحریر پیش کرتے جس میں میں نے یزید پر لعن کیا ہے لیکن برعکس اس کے حضرت والد صاحب مرحوم کا قول پیش کر کے مجھ کو موردِ الزام بنا دیا اور یہ کتنا بڑا جھوٹ بولا ہے کہ مجھے یزید سے ذاتی عناد ہے۔ یہ تو بتائیں کہ ذاتی عناد کی آخر وجہ کیا ہے اور یہ بھی غلط ہے کہ قاضی صاحب کے والد صاحب عام جلسوں میں یزید پر لعنت کیا کرتے تھے۔ اگر والد صاحب نے کہیں یزید ملعون کہا ہے تو اس کا یہ مطلب کہاں سے نکال لیا کہ عام جلسوں میں لعنت کیا کرتے تھے درویش صاحب میرے والد مرحوم حضرت مولانا محمد کرم الدین دبیرؒ کی ثنا خوانی بھی کرتے ہیں اور بدگوئی بھی جیسا کہ قسط اول میں ان کی عبارتیں پیش کی گئی ہیں اور نقیب ختم نبوت کے زیر بحث مضمون کے آخر میں حتیٰ کہ زیر بحث نقیب کے آخر میں ص۳۶ پر بطور ضمیمہ نمبر (۱) والد صاحب مرحوم کا وہ فتویٰ بھی شائع کر دیا جس میں حضرات اکابر دیوبند کی تکفیر کی گئی ہے اور جو میری پیدائش سے بھی پہلے کا فتویٰ ہے۔ اس فتویٰ کے متعلق درویش صاحب موصوف نے نقیب ص۱۴ پر لکھا ہے کہ: مولانا کرم دین کا یہ تکفیری فتویٰ ہم نے اس مقالہ کے آخر میں بھی بطور ضمیمہ درج کر دیا ہے اور یہ مفصل فتوے دو روپے کے ڈاک ٹکٹ آنے پر فقیر سے علیحدہ بھی دستیاب ہے۔

یہ ہے فقیر درویش کی اکابر دیوبند سے عقیدت کہ اس تکفیری فتوے کو عام پھیلا رہے ہیں اور جو لوگ پہلے اس فتوے سے واقف نہیں ہیں اور حضرت مولانا محمد کرم الدین صاحب سے غائبانہ ان کو عقیدت ہے کیا وہ اس فتویٰ کی وجہ سے اکابر دیوبند سے بدظن نہیں ہو جائیں گے یا جو لوگ اکابر دیوبند کے پہلے سے مخالف ہیں کیا وہ فقیر موصوف کے شائع کردہ اس فتویٰ کو اکابر دیوبند کے خلاف نہیں استعمال کریں گے۔ سچ ہے دانا دشمن سے نادان دوست بُرا ہوتا ہے اور یہ پہلے بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ والد ماجد حضرت مولانا محمد کرم الدین رحمہ اللہ تعالیٰ آخری عمر میں حضرات اکابر دیوبند کے عقیدت مند ہو گئے تھے اس لیے اس فتویٰ کو شائع کرنا قاضی درویش صاحب کی انتہائی درجے کی بددیانتی ہے۔

۲۔ میری کتاب بشارت الدارین قاضی درویش صاحب اور جناب مولانا حافظ سید عطاء المنعم صاحب بخاری نے بھی بہت زیادہ پسند کی ہے اور درویش صاحب کو یہ بھی معلوم ہے کہ میں نے بشارت الدارین میں یزید پر لعنت کرنے یا نہ کرنے کے مسئلہ پر مفصل بحث کردی ہے اور لعنِ یزید کے مسئلہ میں حضرت امام غزالیؒ کی عبارتیں بھی پیش کی ہیں۔ بخوفِ طوالت یہاں ان کی صرف دو عبارتیں پیش کی جاتی ہیں۔

فان قیل فهل یجوز ان یقال قاتل الحسین لعنه الله اوالآمر بقتله لعنه الله قلنا الصواب ان یقال قاتل الحسین ان مات قبل التوبة لعنه الله لانه یحتمل ان یموت بعد التوبة فانّ وحشیاً قاتل حمزه عم رسول الله صلی الله علیه وسلم قتله وهو کافر ثم تاب من الکفر والقتل جمیعاً۔ (احیاء العلوم جلد سوم) اگر یہ کہا جائے کہ کیا یہ کہنا جائز ہے کہ قاتلِ حسین پر اللہ کی لعنت ہو یا آپ کے قتل کا حکم دینے والے پر اللہ کی لعنت ہو تو ہم کہتے ہیں کہ صحیح یہ صورت ہے کہ کہا جائے کہ قاتل حسین اگر توبہ سے پہلے مر گیا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو کیونکہ یہ بھی احتمال ہے کہ وہ توبہ کے بعد مرا ہو مثلاً وحشی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ کا قاتل ہے اور اس نے جب آپ کو قتل کیا تو وہ کافر تھا پھر اس کے بعد اس نے کفر اور قتل دونوں سے توبہ کرلی تھی۔"

اس سے ثابت ہوا کہ کسی شخص معین پر لعن کرنے میں احتیاط کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ممکن ہے موت سے پہلے اس نے توبہ کرلی ہو۔ لیکن یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر قاتلِ حسین نے توبہ نہیں کی تو اس پر لعنت ہو اور امام غزالیؒ یہ بھی فرماتے ہیں کہ والصفات المقتضیة للعنٍ ثلثه الکفر والبدعة والفسق۔ (ایضاً احیاء العلوم جلد ثالث) اور لعنت کرنے کی مقتضی یہ تین صفتیں ہیں۔ کفر، بدعت اور فسق۔

مولانا گنگوہی کا ارشاد

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی قدس سرہٗ لکھتے ہیں۔ بعض ائمہ نے جو یزید کی نسبت کفر سے کفِ لسان کیا ہے وہ احتیاط ہے کیونکہ حسینؓ کے قتل کو حلال جاننا کفر ہے مگر یہ امر کہ یزید قتل کو حلال جانتا تھا محقق نہیں لہذا کافر کہنے سے احتیاط رکھے مگر فاسق بے شک تھا۔ نیز لکھتے ہیں کہ جب تک کسی کا کفر پر مرنا محقق

نہ ہوجائے اس پر لعنت کرنا نہیں چاہیئے کہ اپنے اوپر عودِ لعنت کا اندیشہ ہے لہٰذا یزید کے وہ افعال ناشائستہ ہر چند موجبِ لعن کے ہیں مگر جس کو محقق اخبار سے اور قرائن سے معلوم ہوگیا کہ وہ ان مفاسد سے راضی اور خوش تھا، ان کو مستحسن اور جائز جانتا تھا اور بدون توبہ کے مرگیا تو وہ لعن کے جواز کے قائل ہیں اور مسئلہ یوں ہی ہے اور جو علماء اس میں تردد رکھتے ہیں کہ اول میں وہ مومن تھا اس کے بعد وہ ان افعال کا مستحل تھا یا نہ تھا اور ثابت ہوا یا نہ ہوا، تحقیق نہیں ہوا۔ پس بدون تحقیق اس امر کے لعن جائز نہیں لہٰذا وہ فریق علماء کا بوجہ حدیث منع لعن مسلم کے لعن سے منع کرتے ہیں اور یہ مسئلہ بھی حق ہے۔ پس جواز لعن و عدم لعن کا مدار تاریخ پر ہے اور ہم مقلدین کو احتیاط سکوت میں ہے کیونکہ اگر لعن جائز ہے تو لعن نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لعن نہ فرض ہے نہ واجب، نہ سنت نہ مستحب۔ محض مباح ہے اور جو وہ محل نہیں تو خود مبتلا ہونا معصیت کا اچھا نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (البشارت الدارین ص ۲۰۲)

لعن یزید کے مسئلہ میں اکابر دیوبند کا مسلک عدم لعن کا ہے اور بندہ بھی متبع ہے۔ پھر درویش صاحب نے مجھ پر کتنا بڑا بہتان تراشا ہے کہ میں بھی لعنِ یزید میں والد صاحب کا متبع ہوں۔ درویش صاحب کو موروثیت کا مرض اس قدر لاحق آگیا ہے کہ عموماً اسی ذہن سے سوچتے ہیں اور اس قسم کے اختلافی مسائل میں بنی ہاشم اور بنی امیہ اور بنی عبشمس کا فلسفہ بھی چلاتے پھرتے ہیں۔

کیا یزید پر لعن کرنے والے رافضی ہیں؟

آپ نے ضوء المعالی شرح بدء الامالی کے حوالہ سے علامہ علی القاری حنفی محدث کی یہ عبارت پیش کی ہے کہ: یزید بن معاویہ پر سلف صالح میں سے کسی نے لعنت نہیں کی البتہ غالی رافضی اس پر لعنت کرتے ہیں الخ

الجواب: ۱۔ ضوء المعالی تو میرے پاس نہیں ہے لیکن آپ کا یہ سمجھنا بالکل غلط ہے کہ جو شخص یزید پر لعنت کرتا ہے وہ رافضی ہی ہوتا ہے۔ آپ نے یہ مسئلہ محدث علی قاری کی شرح فقہ اکبر اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ سے کیوں نہیں پیش کیا حالانکہ یہ کتابیں متداول اور مشہور ہیں اور گو علامہ علی القاری محدث یزید پر لعنت کرنے کو جائز نہیں قرار دیتے لیکن وہ یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ اہل سنت کے ہاں یزید پر لعن کرنے یا نہ کرنے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے شرح عقائد نسفی کی یہ عبارت پیش کی۔ والحق ان رضا یزید بقتل الحسین واستبشارہ بذلک واھانتہ اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

متواتر معناه وان كان تفاصيلها آحاداً لا نتوقف في شأنه بل في ايمانه لعنة الله عليه وعلى انصاره واعوانه (شرح فقہ اکبر ص۸۳ ناشر قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی) اور حق یہ ہے کہ حضرت حسینؓ کے قتل پر راضی ہونا اور بشارت حاصل کرنا اور اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت کرنا تواتر معنوی سے ثابت ہے اگرچہ اس کی تفصیل خبر احاد سے ثابت پس ہم اس کی شان بلکہ اس کے ایمان میں بھی توقف نہیں کرتے۔ اس پر بھی اور اس کے معاونین ومددگاروں پر بھی لعنت ہو۔

اگرچہ علامہ علی قاری نے علامہ تفتازانی کے اس قول کی تردید کی ہے لیکن اس سے اتنا تو ثابت ہو گیا کہ اہل سنت میں لعن یزید کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

۲۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ فرماتے ہیں: پھر یزید کا بعد از ظہور فسق وہ حال نہیں رہتا جو ابتداء میں تھا یعنی اس کے اعمال شنیعہ درجۂ کفر کو اگر پہنچ گئے تھے جیسا کہ امام احمدؒ اور ایک جماعت کی رائے ہے تب تو وہ یقیناً معزول من الخلافۃ ہو گیا تھا الخ

(مکتوبات شیخ الاسلام جلد اول مکتوب ۸۹۔ حضرت مدنیؒ کا مکمل مکتوب خارجی فتنہ حصہ دوم (بحث فسق یزید) ص۳۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ یزید کی تکفیر کے قائل تھے۔

۳۔ علامہ ابن تیمیہؒ لعنِ یزید کی بحث میں لکھتے ہیں

وقد تنازع الناس في لعن الفاسق المعين فقيل انه جائز كما قال ذلك طائفة من اصحاب احمد وغيرهم كابي الفرج ابن الجوزي وغيره وقيل انه لا يجوز كما قال ذلك طائفة اخرى من اصحاب احمد وغيرهم كابي بكر عبد العزيز وغيره. والمعروف عن احمد كراهية لعن المعين كالحجاج بن يوسف وامثاله وان يقول كما قال الله تعالى لعنة الله على الظالمين الخ (منهاج السنة جلد دوم ص۲۵۲)

فاسق معین پر لعنت کرنے کے بارے میں لوگوں نے اختلاف ونزاع کیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ جائز ہے جیسا کہ امام احمد بن حنبلؒ کے اصحاب کے ایک گروہ وغیرہ نے کہا ہے مثلاً محدث ابوالفرج ابن الجوزی نے اور ایک قول یہ ہے کہ (فاسق معین پر لعنت کرنا جائز ہے جیسا کہ امام احمد بن حنبلؒ کے اصحاب کے ایک گروہ اور ان کے علاوہ ابوبکر بن عبد العزیز وغیرہ

نے کہا ہے اور مشہور قول امام احمد بن حنبلؒ کا یہ ہے کہ معین فاسق پر لعنت کرنا مکروہ (ناپسندیدہ) ہے مثلاً حجاج بن یوسف وغیرہ جیسے لوگوں پر اور یہ کہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "لعنۃ اللہ علی الظالمین"۔ (منہاج السنۃ جلد دوم ص ۲۵۲)

علامہ ابن تیمیہؒ کی عبارت سے بھی ثابت ہوا کہ یزید وغیرہ فاسق معین کے بارے میں لعن اور عدم لعن کے بارے میں دونوں قول ہیں۔ لہٰذا قاضی صاحب درویش کا یہ کہنا کہ یزید پر جو لعن کرتا ہے وہ رافضی ہے ایک بے بنیاد الزام ہے۔

۴۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدثؒ دہلوی لکھتے ہیں: اس حکم میں کہ یزید پر لعن کرنی چاہیئے یا نہیں توقف اس وجہ سے ہے کہ یزید کے بارے میں معاملہ شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام میں روایات متعارضہ و متخالفہ وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام علیہ السلام کی شہادت پر یزید پلید راضی ہوا اور آپ کی شہادت پر خوش ہوا اور اس نے اہل بیت اور خاندان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی۔ تو جن علماء کے نزدیک یہ روایات مرجح ہیں تو ان علماء نے یزید پلید پر لعن کیا چنانچہ (امام) احمد بن حنبلؒ اور کیا الہراسیؒ جو فقہائے شافعیہ میں سے ہوئے ہیں اور دیگر علماء کثیر نے یزید پلید پر لعن کیا الخ۔

(فتاویٰ عزیزی مترجم اردو ص ۲۲۲ شائع کردہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

اکابر کی مذکورہ عبارات سے صرف یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ یزید پر لعن کرنے یا نہ کرنے میں اکابر اہل سنت میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس لیے یزید پر لعن کے جواز کے قائلین کو رافضی قرار دینا یہ قاضی شمس الدین درویش کا اپنا غلو ہے جو دفاع یزید میں بہتان تراشیوں سے بھی باز نہیں آتے۔ اصل بحث تو یہ ہے کہ یزید صالح ہے یا فاسق۔ اور جن بزرگوں نے یزید پر لعن کرنے سے منع کیا ہے وہ بھی یزید کو صالح نہیں مانتے۔ امام غزالی۔ علامہ علی القاری محدث۔ علامہ ابن تیمیہ وغیرہ میں سے کسی سے یہ ثابت کر دیں کہ انہوں نے یزید کو صالح قرار دیا بلکہ لعن یزید اور عدم لعن یزید کا اختلاف ہی اس بات کی دلیل ہے کہ ان تمام اکابرین اہل حق کے نزدیک یزید فاسق تھا ورنہ جو اکابر لعن یزید کے قائل نہیں ہیں وہ اس کی دلیل یہ دیتے کہ چونکہ یزید صالح و راشد تھا اس لیے اس پر لعن کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

یزید کو امیر المومنین کہنے کی بحث

قاضی شمس الدین صاحب درویش نے لکھا ہے کہ قاضی مظہر حسین صاحب نے خارجی فتنہ (حصہ دوم) کے ص ۲۴۸ پر یزید کو امیر المومنین کہنے پر بڑی لے دے کی ہے اور حضرت عمر بن عبد العزیز سے منسوب ایک روایت بھی لکھی ہے کہ آپ کے سامنے کسی شخص نے یزید کو امیر المومنین کہہ دیا تو آپ نے اسے بیس کوڑے مارنے کا حکم دیا تھا۔ اس روایت میں ایک راوی نوفل بن ابی عقرب کی توثیق کے لیے قاضی صاحب کوئی حوالہ ہی نہ ل سکا" (نقیب ص ۳۲)

الجواب: محمود احمد عباسی نے اس روایت کے راویوں پر جرح کی تھی۔ میں نے خارجی فتنہ حصہ دوم (بحث فسق یزید) ص ۳۵۱ پر ان راویوں کی توثیق ثابت کی تھی (یعنی کہ وہ راوی ثقہ ہیں) اور یہ بھی لکھ دیا تھا کہ نوفل کو بھی حافظ ابن حجر عسقلانی ثقہ قرار دے رہے ہیں۔ کیا میری یہ عبارت درویش صاحب کو نظر نہیں آئی اور حافظ ابن حجر عسقلانی نوفل کے متعلق لکھتے ہیں۔ نوفل بن ابی عقرب ثقہ۔ نوفل بن ابی عقرب ثقہ۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱۱ ص ۳۶۱ طبع بیروت) جب امام صاحب نے ثقہ قرار دے دیا تو پھر آپ کیوں تسلیم نہیں کرتے اور جب حضرت عمر بن عبد العزیز نے یزید کو امیر المومنین کہنے پر اس شخص کو بیس کوڑوں کی سزا دی تو ثابت ہُوا کہ یزید فاسق تھا اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ خود بنی امیہ میں سے ہیں۔

۲۔ میں نے خارجی فتنہ حصہ دوم ص ۳۴۶ پر یہ بھی لکھا تھا کہ: گو عرفاً یزید وغیرہ بادشاہوں کو خلیفہ اور امیر المومنین کہہ سکتے ہیں لیکن احترام و تعظیم کی بنا پر نہیں کہنا چاہیئے اور چونکہ اس شخص نے یزید کو بطورِ احترام امیر المومنین کہا تھا اس لیے حضرت عمر بن عبد العزیز جیسے عادل اور متقی خلیفہ نے اس کو بیس کوڑوں کی سزا دی۔ علاوہ ازیں یزید کو امیر المومنین کہنے پر کوڑوں کی سزا کی روایت حافظ ابن حجر کی تہذیب التہذیب جلد اوّل ص ۳۶۱ میں بھی منقول ہے۔

درویش صاحب کا استدلال غلط ہے

قاضی شمس الدین صاحب لکھتے ہیں کہ: قاضی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یزید کو خود سید نا حسین (شہید و مظلومِ کربلا بہ تیغ مفسدین آل سبا) نے امیر المومنین فرما دیا ہے اور اس کے لیے انہوں نے تاریخ طبری۔ تاریخ کامل ابن اثیر اور تاریخ ابن کثیر اور جمہرۃ انساب العرب کی عبارتیں پیش کی ہیں

جن میں یزید کو امیرالمومنین کہا گیا ہے۔ (النقیب ص ۳۲، ۳۳) ان حوالجات سے قاضی درویش صاحب کا مقصد پورا نہیں ہوتا کیونکہ وہاں یزید کو عرفاً امیرالمومنین کہا گیا ہے نہ کہ حقیقتاً۔ چنانچہ مشہور مؤرخ علامہ ابن خلدون نے مقدمہ فصل نمبر ۳۲ میں عنوان ہی یہ قائم کیا ہے: فی اللقب بامیر المومنین وانہ من سمات الخلافۃ وھو محدث منذ عہد الخلفاء" (مقدمہ ابن خلدون ص ۲۲۷) بخوفِ طوالت یہاں صرف ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

خطاب امیرالمومنین۔ عہد امارت کی ایک قدیمی یادگار

اس زمانے میں افسرانِ فوج کو امیرالمومنین کہا جاتا تھا۔ چنانچہ (حضرت) سعد بن ابی وقاصؓ کو جو قادسیہ کی جنگ میں سپہ سالار فوج تھے، فوجی امیرالمومنین کہتے تھے۔

۲۔ اتفاق سے کسی صحابی نے فاروق اعظم کو بھی امیرالمومنین کہہ دیا۔ سامعین کرام کو یہ خطاب اچھا معلوم ہوا اور پھر سب نے خلیفہ کے لیے یہی خطاب چن لیا۔ سب سے پہلے فاروق اعظم کو امیرالمومنین کہنے والے (حضرت) عبداللہؓ بن جحش ہیں یا (حضرت) عمروؓ بن العاص یا (حضرت) المغیرہؓ بن شعبہ ہیں ———— پھر یہی خطاب بہترین ہونے کی وجہ سے ہر بعد میں آنے والے خلیفہ کو دیا گیا۔ حکومت بنی امیہ میں بھی یہی خطاب باقی رہا۔

۳۔ پھر شیعہ حضرات نے حضرت علیؓ کو امام کے لقب سے پکارا یعنی آپ امامت بمعنی خلافت کے امام ہیں۔ اس لقب سے ان کا مقصد اپنے عقیدے کی طرف اشارہ کرنا تھا کہ (حضرت) علیؓ بہ نسبت (حضرت) صدیق اکبرؓ کے امامتِ نماز کے زیادہ مستحق تھے۔ یعنی امام کا خطاب شیعوں کی اختراع ہے۔ پھر بعد میں آنے والے (حضرت) علیؓ کے جانشینوں کو بھی امام ہی سے پکارنے لگے لیکن جب ان کے قبضہ میں حکومت آئی تو یہ بھی امام کو امیرالمومنین ہی کہنے لگے۔ حکومت عباسیہ میں شیعہ حضرات ابراہیم تک اپنے اماموں کو امام ہی کہتے رہے مگر جب ان کی تحریک میدانِ عمل میں آئی اور یہ بنی امیہ سے لڑنے کے لیے جھنڈے لے کر کھڑے ہو گئے اور ابراہیم شہید ہو گئے تو انہوں نے سفاح کو امیرالمومنین ہی کے خطاب سے پکارا۔ یہی حال افریقہ کے رافضیوں کا ہے کہ وہ آلِ اسمٰعیل کے ہر فرد کو امام کے نام سے پکارتے رہے حتیٰ کہ عبیداللہ مہدی اور اس کے

فرزند ابوالقاسم کو بھی امام ہی کے نام سے پکارا لیکن جب حکومت مضبوط اور مستحکم ہوگئی تو امام کو بجائے امام کے امیر المومنین کہنے لگے۔ مغرب میں بھی یہی طریقہ اَدا رَسَہ کا رہا کہ انہوں نے ادریس کو اور اس کے بیٹے ادریس اصغر کو امام کے نام سے پکارا پھر حکومت پر قابض ہونے کے بعد یہ لوگ امیر المومنین کہلانے لگے۔ غرضیکہ امیر المومنین کا لقب حجازی، شامی اور عراقی سلاطین کا ایک خصوصی اور امتیازی لقب رہا ہے۔ حجاز، شام اور عراق دیارِ عرب کے نام سے موسوم ہیں اور سچ پوچھو تو یہی اسلامی حکومت کے مرکز و محور اور اہلِ ملت و اربابِ فتوحات کے پسندیدہ مقامات ہیں الخ

(مقدمہ ابن خلدون مترجم جلد دوم ص ۵۲-۵۳)

حافظ ابن کثیر محدث

قاضی درویش صاحب کے محبوب مؤرخ حافظ ابن کثیر محدث متوفی ۷۷۴ھ ہیں۔ ان کی تاریخ البدایہ والنہایہ سے وہ کثر حوالے پیش کرتے رہتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر نے بھی بعد کے سلاطین کے ساتھ امیر المومنین کا لقب لکھا ہے۔ مثلاً خلیفہ ناصر الدین متوفی ۶۲۲ھ کے ساتھ امیر المومنین کا لقب لکھا ہے اور لکھا کہ اس کی مدتِ خلافت ایک ماہ کم ۴۷ سال تھی اور اس سے قبل عباسی خلفاء میں سے کسی نے اتنی طویل مدتِ خلافت نہیں کی — اور ابن اثیر نے اپنی کتاب "الکامل" میں بیان کیا ہے کہ اس (یعنی خلیفہ ناصر الدین) نے جو غلط رسوم ایجاد کی ہوئی تھیں اس نے انہیں اپنی بیماری کے ایام میں بھی نہیں چھوڑا اور وہ بھی سیرت اور رعیت کے بارے میں ظالمانہ ارادے رکھتا تھا اور اس نے اپنے زمانے میں عراق کو ویران کر دیا۔ اور اس نے ان کے اموال و املاک چھین لیے اور وہ ایک کام کر کے اس کے الٹ کام نہیں کرتا تھا الخ (البدایہ والنہایہ مترجم اردو ص ۲۰۹-۲۱۰)۔ فرمایئے ایسے خلیفہ کو بھی حافظ ابن کثیر نے امیر المومنین لکھا ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ

علامہ ابن تیمیہؒ (متوفی ۷۲۸ھ) امام احمد بن حنبلؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں

ومن ولی الخلافۃ فاجمع علیہ الناس ورضوا بہ ومن غلبھم بالسیف حتی صار خلیفۃ وسمی امیر المومنین فدفع صدقات جائز برا کان او فاجرا۔ (منہاج السنۃ جلد اول ص ۱۴۲ مطبوعہ مصر) اور جو شخص خلافت کا والی بن جائے اور اس سے لوگ راضی ہو جائیں اور سب اس پر اجماع کرلیں اور جو شخص تلوار کے زور پر لوگوں پر غالب آجائے حتیٰ کہ خلیفہ بن جائے اور

باقی ص ۵۴ پر

اللہ کے محبوب بندے صحابہ کرامؓ

حکیم محمد سعید

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے بلاشبہ وہ لوگ ہیں کہ جو اس کے احکام کی بالکل اسی طرح اطاعت کرتے ہیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا اور عمل کرکے دکھایا ہے۔ رسول اللہ کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے اور جن لوگوں نے اس حقیقت کو سمجھا اور اپنی بساط کے مطابق آپؐ کی پیروی کی وہی اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جن کے اوصافِ حمیدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بیان فرمائے ہیں اللہ کو اس لیے محبوب تھے کہ وہ صرف نمازیں ہی نہیں پڑھتے تھے بلکہ نماز کی رُوح سے بھی آشنا تھے اس لیے تن من دھن سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہتے تھے اور ان کی عقیدت اور محبّت کا یہ عالم تھا کہ وہ ہر قسم کی قربانی بغیر کسی پس و پیش اور جبر و اکراہ کے پیش کرتے تھے۔ ان کی ارادت و اطاعت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کوئی بات دریافت فرماتے تو جانتے ہوئے بھی ادب سے یہی فرماتے تھے کہ اللہ کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ ان میں اوّلیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کو حاصل تھی۔ قبولِ اسلام کے بعد وہ اسلام کی تبلیغ میں آں حضرتؐ کے دست راست بن گئے اور جو کچھ ان کے پاس تھا راہِ خدا میں سب نثار کردیا اور میدانِ جاں نثاری میں کوئی دوسرا صحابی آپ سے بازی نہ لے جاسکا۔ بعض بعض مواقع پہ گھر کا سارا اثاثہ اللہ کی راہ میں دے دیا اور جب آنحضرتؐ نے ان سے پوچھا کہ اہل و عیال کے لیے کچھ چھوڑ آئے تو عرض کیا کہ ان کے لیے اللہ اور اس کا رسولؐ کافی ہے۔ یہ ہیں اللہ کے محبوب بندے کی نشانیاں جس کی تعریف خود رسول اللہؐ نے یہ کہہ کر فرمائی کہ سب کے احسان کا بدلہ ہم نے ادا کردیا لیکن حضرت ابوبکرؓ کے احسان کا بدلہ خود اللہ تعالیٰ ادا کرے گا۔

حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور تمام دوسرے صحابہؓ و صحابیاتؓ اہل بیتؓ اور ازواج مطہراتؓ بھی اللہ کے محبوب بندوں میں شامل ہیں۔ ان محبوب ترین بندوں کی عجیب

عجیب شان ہے کہ اللہ تعالیٰ خود "رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ" یعنی اللہ ان سے راضی ہے" جیسے الفاظ سے ان کی عزت فرماتا ہے ۔ مالک ان سے خوش تھا اور خالق ان سے راضی تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے جذبۂ جاں نثاری کو اس طرح قبول فرمایا کہ وہ نہ صرف اپنی رضامندی کا اظہار کرتا ہے بلکہ یہ بھی کہتا ہے کہ اس کے یہ بندے ایسے محبوب ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذرّہ نوازی سے خود بھی راضی اور خوش ہیں ۔ بندے کی رضا کا اس طرح ذکر ان کے عجیب و غریب مقام کی نشان دہی کرتا ہے ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں میں صحابہ کرامؓ ہی سب سے زیادہ محبوب رہے ہیں ۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے ان کی شان میں فرمایا کہ میرے اصحابؓ ستاروں کی مانند ہیں ۔ تم ان میں سے جس کسی کی بھی پیروی کرو ، راہِ حق پر رہو گے ۔

اس سلسلے میں یہ دلچسپ اور اہم نکتہ بھی قابلِ توجہ ہے کہ بندوں میں سے صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس عزت سے نوازا کہ جو کوئی رسول اللہؐ کی پیروی کرے گا ، اللہ اس سے محبت کرے گا اور رسول اللہؐ نے یہ مرتبہ اپنے اصحابؓ کو دیا کہ ان کی پیروی رسول اللہؐ کی خوشنودی کا باعث ہے جس کا مطلب اللہ کی خوشنودی اور رضا ہے ۔

بقیہ : قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ

اور امیر المومنین کہلایا جائے تو اس کو صدقات زکوٰۃ وغیرہ دینا جائز ہے خواہ وہ نیک ہو یا فاجر"

امام احمد بن حنبلؒ کے ارشاد سے وضاحت ہو گئی کہ صالح و فاجر دونوں قسم کے سلاطین کے لیے امیر المومنین کا لقب استعمال کیا جاتا ہے اور اگر یزید کو اپنے دور میں امیر المومنین کہا گیا ہے تو اس سے یہ کیونکر ثابت ہو گیا کہ وہ صالح و راشد تھا ۔ قاضی درویش صاحب کا یہ استدلال بھی ہباءً منثوراً ہو گیا ۔ (جاری ہے)

دارالعلوم دیوبند

اور

کتاب خلافتِ معاویہؓ ویزید

۳۰ سال قبل کی کارروائی

کتاب خلافت معاویہؓ ویزید کے سلسلہ میں آج دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ کرام و طلباء اور تمام کارکنانِ دفاتر کا ایک جلسۂ عام منعقد کیا گیا جس میں اساتذہ کرام نے تقریریں فرمائیں اور حسب ذیل تجویز باتفاق رائے پاس کی گئ۔ تجویز کا متن حسب ذیل ہے۔

"دارالعلوم دیوبند کا یہ عظیم الشان اجلاس کتاب خلافت معاویہؓ ویزید سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتا ہے اور اس کے مدعا و مقاصدِ بحث کو غلط اور اہلسنت والجماعت کے مسلک کے خلاف جانتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ

علماءِ دیوبند حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقدام کو جو یزیدی حکومت کے مقابلہ میں کیا گیا عقیدہ کے طور پر حق بجانب سمجھتے ہیں اور یزید کو فاسق اور قابلِ ملامت جانتے ہیں۔ علماءِ دیوبند کا یہ مسلک آج کا نہیں بلکہ قدیم اور تمام اسلاف دیوبند کے مسلک کی ترجمانی ہے۔ بانی دارالعلوم دیوبند حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم قدس سرہٗ نے اپنی ایک مستقل تصنیف میں حضرت سیدنا امام حسینؓ کی وفات کو شہادتِ عظمیٰ قرار دیا ہے جو تمام اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے اور یزید کو جا بجا یزید پلید کے عنوان سے ظاہر کیا ہے۔ علماءِ دیوبند اسی مسلک کو بارہا اپنی تقریروں اور تصنیفوں میں صاف صاف ظاہر کرتے رہے ہیں اور کرتے رہتے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند کا یہ شاندار اجلاس جہاں اس کتاب سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتا ہے وہیں اُن معترضین کے خلاف بھی نفرت اور بیزاری کا اعلان کرتا ہے جنہوں نے

اپنی کذب بیانی سے اس کتاب کی تصنیف و اشاعت میں علماءِ دیوبند کا ہاتھ دکھلا کر اور اسے علماء دیوبند کی تصنیف باور کرانے کی سعی کر کے انتہائی دیدہ دلیری سے دروغ گوئیم بر روئے تو کا ثبوت دیا ہے اور اسی حیلہ سے علماءِ دیوبند کی پوزیشن کو مجروح کرنے کی ناپاک سعی کی ہے۔

(ماخوذ ہفت روزہ خدام الدین ۲۰ نومبر ۱۹۵۹ء)

(بشکریہ حضرت حسینؓ و یزید مؤلفہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی)

نوٹ: مذکورہ بالا اجلاس کی جو کارروائی ہفت روزہ خدام الدین میں ۲۰ نومبر ۱۹۵۹ء کو شائع ہوئی۔ اس وقت رسالہ خدام الدین کی نگرانی قطب الزماں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہٗ خود فرمایا کرتے تھے۔ اس وقت پروفیسر محمد اسلم صاحب جیسے حضرات رسالہ کے ادارۂ تحریر میں نہیں تھے۔ اگر صاحبزادہ مولانا محمد اجمل صاحب قادری، علماء دیوبند کی اس متفقہ قرارداد کے صحیح اور برحق ہونے کی تصدیق تحریری طور پر پروفیسر محمد اسلم صاحب سے لے کر شائع فرمادیں تو قارئین خدام الدین پر ان کا بڑا احسان ہوگا۔

مدینے اور حرم مکہ کا مسافر

آنکھ بہنے لگی دل مچلنے لگا
جب مسافر مدینے کا جانے لگا

کیسے اظہار جذبِ دروں میں کروں
نقش جب ہر قدم کا ستانے لگا

وجہ انورؐ پہ کیف درود و سلام
اللہ اللہ تصور رلانے لگا

کتنی تاثیر یثرب کی مٹی میں ہے
عشق ہر ذرہ دل میں بسانے لگا

گدا کتنا سلطان ہوگا ندیم
بلاوا گر آقا سے آنے لگا

قاضی عبدالحلیم نجم المدارس کلاچی

پریشاں حال لوگو!!

بیچین رجپوری بدایونی

یہ دورِ حاضرہ چھائی کہ جو سر پر فلاکت ہے
ہوئے حالات ہیں ناگفتنی از بس کراہت ہے
عموماً کجروی پر دیدۂ دل غرقِ حیرت ہے
پریشاں حال لوگو! اُسوۂ حضرتؐ کو اپناؤ!

پئے نفسانیت فتّان نے فتنہ جگایا ہے
زمانے میں یہ ہر جانب مچایا شور وغوغا ہے
مُدافع صرف اس کا سرورؐ عالم کا اُسوہ ہے
پریشاں حال لوگو! اُسوۂ حضرتؐ کو اپناؤ!

حضورؐ اکرم کے اُسوہ سے تمدّن کی صفائی ہے
حضورؐ اکرم کے اسوہ سے دو عالم کی بھلائی ہے
اسی سے کوچۂ بازار ہوتی کیف زائی ہے
پریشاں حال لوگو! اُسوۂ حضرتؐ کو اپناؤ!

حضورؐ اکرم کا اُسوہ خوشترینِ عشرت کا ضامن ہے
حضورؐ اکرم کا اُسوہ امن اور فرحت کا ضامن ہے
حضورؐ اکرم کا اُسوہ ہی طمانینت کا ضامن ہے
پریشاں حال لوگو! اُسوۂ حضرتؐ کو اپناؤ!

ہے وجہِ غیظِ یزداں ہیئت وحالت معاشر کی
ہوں تقلیعات بیخ و بن سے بد باطن عناصر کی
مُکدّر زندگی کی ہے جنہوں نے دورِ حاضر کی
پریشاں حال لوگو! اُسوۂ حضرتؐ کو اپناؤ!

ماہنامہ "حق چار یارؓ"

ایجنسی والے احباب متوجہ ہوں

احباب اہل سنت بخوبی آگاہ ہیں کہ رسالہ ماہنامہ حق چار یارؓ ملک و بیرون ملک مذہب حقہ اہل سنت والجماعت کی خدمت میں مشغول ہے۔ الحمد للہ اس کی اشاعت اور مقبولیت میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے لیکن یہ بات بھی آپ احباب کے علم میں ہے کہ کاغذ کی روز افزوں گرانی اور دیگر اضافی اخراجات کی وجہ سے ملکی رسائل مالی مشکلات سے دوچار ہیں خاص طور پر ماہنامہ حق چار یارؓ تو اس کو شدت سے محسوس کر رہا ہے، کیونکہ آج کل رسائل اپنی مشکلات پر اشتہار کے ذریعے سے قابو پانے کی کوشش کرتے ہیں مگر ہمارا یہ مؤقر رسالہ ایک خاص معیار کی وجہ سے اس قسم کے اشتہار شائع نہیں کر سکتا جو مسلکی اعتبار سے رسالے کے معیار پر پورے نہ اترتے ہوں۔ بدیں وجہ تمام احباب سے پُرزور درخواست ہے کہ وہ اپنے تمام سابقہ بل فوراً ادا فرما کر ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔ دینی اور اخلاقی لحاظ سے یہ مسئلہ اور بھی اہمیت کا حامل ہے۔ امید ہے کہ آپ حضرات فوراً بل ادا فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں گے "محمد طیب"

اطلاع

ماہنامہ حق چار یار کی نظامت سے شبیر احمد میواتی مستعفی ہو گئے

تمام کرم فرماؤں کو اطلاعاً عرض ہے کہ بعض ناگزیر وجوہات کی وجہ سے شبیر احمد میواتی دفتر سے فارغ ہو گئے ہیں، اس لیے آئندہ رسالہ کے سلسلہ میں خط و کتابت و دیگر امور براہِ راست ایڈیٹر کے نام فرمایا کریں۔

(ادارہ)
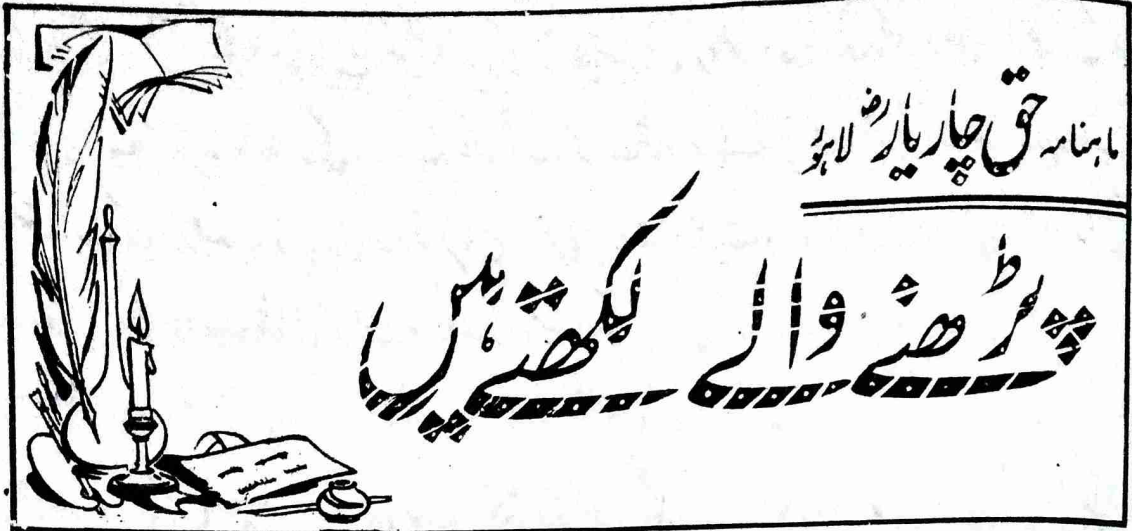
حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند یوپی بھارت

مکرمی و محترمی زید لطفکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

امید کہ مزاج گرامی بخیر و عافیت ہوں گے۔

گرامی نامہ نیز رسائل "حق چار یارؓ" تازیانۂ عبرت" نظر نواز ہوئے۔ دار العلوم دیوبند سے محبت و عقیدت کی بات ہے کہ آپ نے یاد فرمایا۔ بندہ اس کے لیے صمیم قلب سے شکر گزار ہے۔

رسالہ "حق چار یارؓ" کے ذریعہ ملت اسلامیہ نیز مسلکِ حق کی بڑی خدمت انجام دی جارہی ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے افادہ کو مزید عام فرمائے اور آپ حضرات کی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہم کی خدمت میں خیریت مزاج طلبی کے بعد سلام مسنون عرض ہے نیز دار العلوم دیوبند اور اس خادم دار العلوم کے لیے خصوصی طور پر دعاء کی درخواست بھی فرمادیں۔ امید کہ آپ بھی دار العلوم اور اس کے خدام کو دعوتِ صالحہ سے یاد فرما کر شکر گزار فرمائیں گے۔ والسلام۔

محترمی جناب حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ حفظ القرآن کہروڑ پکا ملتان

برادرم مولانا عبد الحفیظ صاحب لاہور کے توسط ماہنامہ "حق چار یارؓ" باصرہ نواز ہوا۔ پڑھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ آپ اہلسنت کے محسن اعظم ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تا قیامت سلامت رکھیں آمین ہمارے کہروڑ پکا میں بھی اہل تشیع نے "دعوتِ فکر" کے نام سے پمفلٹ شائع کر کے اہلسنت

کی عیدگاہ اور دیگر اجتماعات میں تقسیم کیا۔ اہل سنت والجماعت کے کسی بھی طبقے نے اس
کے جواب کی طرف توجہ نہ کی۔ خدائے پاک آپ کو بے شمار جزائے خیر عطا فرمائیں کہ آپ نے بروقت
احتساب کیا اور عجیب تحریر دلپذیر رقم فرمائی۔ اگر اجازت عنایت فرمادیں تو بندہ اپنے ادارہ کی طرف
سے آپ کا جواب شائع کرے۔ فقط والسلام

قاری حمید الرحمٰن خطیب جامع مسجد فضل و کیچی ٹیل گھی ملز لمیٹڈ انڈسٹریل ایریا ۹/ ۱ سیکٹر اسلام آباد

یوں تو ہندو پاک میں متعدد رسائل و جرائد بزبانِ اُردو جاری ہیں مگر افسوس کہ میری ناقص معلومات کی حد تک
دو اہم موضوعات پر فی الوقت کوئی مؤقر جریدہ سامنے نظر نہیں آیا۔ ایک خالصتہً سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر اور دوسرا حیات الصحابہؓ پر۔ حضرت قاضی صاحب مدظلہٗ کی ذات، آپ کی تحریک اور آپ کے روشن کارناموں
سے آشنائی ایک طویل عرصہ سے ہے۔ ایک دو بار لاہور میں زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا تھا مگر قاضی صاحب
کا حیات و دفاع صحابہؓ پر حق چار یارؓ کا اجراء لاریب ایک لازوال اور الہامی کارنامہ ہے جو مشیتِ ایزدی کی طرف
سے حضرت قاضی صاحب کو انشراح صدر کیا گیا ہے۔ حضرت قاضی صاحب نے اس کو جاری فرما کر ملتِ اسلامیہ
پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے حضرت قاضی صاحب اور آپ کے رفقاء کے لیے دُعا نکلتی ہے کہ دیر
سے ہی سہی کسی فرزانے نے اُمتِ مسلمہ کے مارِ آستین کا تعاقب تو کیا۔ میں ۱۵ جون کو دیوبند، گنگوہ، تھانہ بھون
جلال آباد، انبیٹھہ، رائے پور شریف اور سہارنپور وغیرہ دیگر متعدد قصبوں اور شہروں میں گیا۔ مقصد اکابرین کی زیارت
تھی۔ مظاہر العلوم سہارنپور میں سب سے پہلے "حق چار یارؓ" کے پہلے دو شماروں کی زیارت حضرت مفتی مظفر حسین
صاحب خلف حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحبؒ کے ہاں ہوئی۔ پھر وہاں سے حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب جانشین
حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کی زیارت کے لیے ان کے گھر "کچے مکان" میں گیا تو وہاں بھی "حق چار یارؓ" کے دیدار
سے آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور بعض مضامین کے مطالعہ کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ اس سے پہلے "حق چار یارؓ"
کے اجراء کی مجھے خبر نہ تھی وہاں سے واپسی پر ایک دوست کے ہاں سے اس کی فائل منگوائی۔ ایمان تازہ ہوا۔ "حق چار یارؓ"
کا ہر مضمون نہایت دقیع اور حرزِ جان بنانے کے لائق ہے بالخصوص "مرگِ خمینی" تو شاہکار اور چونکا دینے والا
مضمون ہے۔ اس کاوش پر مبارک باد قبول فرمائیے

محترمی جناب قاری یار محمد صاحب صدیقی بھٹے والی، مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام عزیز آباد آزاد کشمیر

تحریک خدام اہلسنت والجماعت کا ترجمان اور نظامِ خلافتِ راشدہ کا داعی ماہنامہ حق چار یار رضؓ کے تین۔ چار رسالے جہلم سے لیے۔

رسالہ "حق چار یار رضؓ" دیکھتے ہی دل کو بہت خوشی حاصل ہوتی ہے اور مطالعہ کرنے سے تو ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ ماہنامہ "حق چار یار رضؓ" کی سرپرستی پاکستان کی ممتاز شخصیت پیر طریقت ترجمانِ اہلسنت وکیل صحابہ رضؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم کی حاصل ہے جو شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمۃ اللہ کے خلیفہ اجل ہیں جو پاکستان بھر کے مسلمانوں کو سنیت پر بیدار کر رہے ہیں اور حقیقی اسلام مذہب اہلسنت والجماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور صحابہ کرام رضؓ کی شان اور تحفظ خصوصاً خلفائے راشدین رضؓ کا تحفظ کر کے تمام مسلمانوں کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر رہے ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ رب العزت حضرت قاضی صاحب کے خلوص و محبت اور تحریکِ خدام اہلسنت والجماعت کو پاکستان کے کونے کونے تک بلکہ دنیا کے کونے کونے تک ترقی و کامیابی عطا فرمائے اور ماہنامہ "حق چار یار رضؓ" کو بھی۔

اور حضرت قاضی صاحب کا سایہ تا دیر ہمارے سروں پر قائم رہے۔ (آمین)

تمام مسلمانانِ اہل سنت سے درخواست ہے کہ ماہنامہ "حق چار یار رضؓ" خود پڑھیں اور ساتھیوں کو پڑھائیں تاکہ موجودہ فتنوں سے اپنے ایمان کو بچا سکیں۔

محمد سیف الحسینی مہتمم مدرسہ حنفیہ اہلسنت والجماعت مدنی جامع مسجد گلیانہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

ماہنامہ حق چار یار رضؓ،، کے رسالے باقاعدگی سے وصول ہو رہے ہیں۔ پڑھ کر ایمان کو تازگی اور دل کو خوشی ہوتی ہے۔ ماہنامہ "حق چار یار رضؓ" اعلیٰ مضامین حسن ترتیب کتابت و طباعت ایک حسین مرقع ہے۔ رافضیت و خارجیت کی سرکوبی سنی مسلمانوں کی بیداری حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ترجمانی مذہب اہلسنت والجماعت کے پرچار کے لیے اور پاکستان کو سنی سٹیٹ بنانے اور ملک میں نظام خلافتِ راشدہ نافذ کرانے کے لیے مؤثر ترین رسالہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سیدی و مرشدی حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب امیر تحریک خدام اہلسنت

کرمت کاملہ عاجلہ سے نوازیں اور عمر دراز فرمائیں اور ماہنامہ "حق چار یارؓ" کو مزید ترقی عطا فرمائیں۔ تمام سنی مسلمانوں سے استدعا ہے کہ ماہنامہ "حق چار یارؓ" کی دینی ایمانی اہمیت کے پیشِ نظر اس کے باقاعدہ خریدار بنیں۔ تمام شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں اس کی ایجنسیاں جاری کروائیں، مطالعہ فرمائیں اور لائبریریوں میں رکھیں۔ آمین

محترمی جناب افضل حق صاحب پوسٹل کلرک جی پی او ڈیرہ غازی خان

عرض یہ ہے کہ "حق چار یارؓ" کا شمارہ ذی قعدہ ذی الحجہ کا موصول ہوا۔ اس میں ایک چیٹ تھی کہ آپ کا زرِ سالانہ ختم ہو چکا ہے۔ محترم ناظم صاحب! میں نے اپنا رسالہ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ سے شروع کرایا تھا اس لیے میرا زرِ سالانہ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ تک کے لیے آپ کے پاس جمع ہے۔ براہ مہربانی آپ اپنے انتظام کو بہتر بنائیں۔ پھر بھی اگر آپ کے حساب میں زرِ سالانہ ختم ہے تو پھر محرم کا شمارہ وی پی کر کے ارسال نہ کریں۔ بندہ صفر کے پہلے ہفتہ میں زرِ سالانہ بھیج دے گا۔ ہم رسالہ کسی صورت میں بند نہیں کرنا چاہتے۔ حضرت اقدس قاضی مظہر حسین صاحب نے رفض اور خارجیت کے خلاف جو جہاد جاری کر رکھا ہے اس کی وجہ سے میں تو ہر عالم کے لیے "حق چار یارؓ" کا مطالعہ ضروری سمجھتا ہوں۔ صرف حضرت والا کے مضامین کے لیے رسالہ جاری کیا تھا انشاء اللہ جاری رہے گا۔ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں ہم آپ کے ساتھ۔ رسالہ وی پی ہرگز ارسال نہ کریں۔ زرِ سالانہ آپ کو ضرور بالضرور جلد مل جائے گا۔ رسالہ کافی تاخیر سے ملتا ہے۔ ہمیں وہ رسالہ دو عدد ازحد مطلوب ہے جس میں اداریہ "موت الخمینی" کے عنوان تھا۔ اگر موجود ہوں تو ضرور ارسال کریں۔ ہم نے چند کتب منگوانے کے لیے دفتر خدام چکوال کی طرف خط لکھا تھا۔ ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا۔ شائد سستی میں آپ ان کی اور وہ آپ کی رعایت کرتے ہیں۔ خدا حضرت قاضی صاحب کی زندگی صحت و عافیت کے ساتھ دراز فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

محترمی جناب محمد عبداللہ صاحب حجازی خواجہ فرید گورنمنٹ ڈگری کالج رحیم یار خان

جناب کا اسم بامسمّٰی جریدہ دیکھ کر دل بہت مسرور ہوا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء بعنوان دعوتِ فکر، اہلِ قبلہ کون ہیں؟ بہت خوب ہے بلکہ خوب سے خوب تر۔ "دوسرا حصہ"۔ مولانا قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ۔ بہت پریشان کن ہے خصوصاً صنو پر سید عطاء المحسن بخاری صاحب کا یہ فرمان کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں دیوبندی نہیں ہوں نہیں ہوں

نہیں ہوں مگر دیانت داری کا تقاضا تھا کہ محسن شاہ بخاری اس کے آگے یوں بھی ضرور کہہ دیتا کہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں بخاری نہیں ہوں نہیں ہوں نہیں ہوں نہیں ہوں نہیں ہوں ۔ جب ممدوح دیوبند کا رہنے والا نہیں تو لاریب وہ بخارا کا رہنے والا بھی نہیں ہے ۔ اگر دیوبند دارالحرب میں ہے تو بخارا بھی دارالحرب میں ہے ۔ اگر دارالحرب کے باعث دیوبند پاکستان کے لیٹرین سے زیادہ نجس ہے تو بخارا کی بھی یہی صورت حال اسے ضرور بیان کرنی چاہیے تھی ۔

محترمی جناب نصر اللہ ناصر صاحب دستی، نیو ہاسٹل آزاد کشمیر یونیورسٹی مظفر آباد

گذشتہ ہفتے آپ کا "حق چاریار رضہ" ایک دوست طالب علم سے ملا ۔ پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی ۔ آپ کی صحت قلم اور خدمت دین متین کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعائیں نکلی ۔ اس دورِ پُرآشوب میں اس قسم کا لٹریچر وقت کی اہم ضرورت ہے ۔ مولانا حق نواز جھنگوی شہید کے بارے میں حضرت اقدس کا مضمون جسم کے رگ وپے میں سما گیا اور اصل حقائق سے آگاہی ہوئی اور دل نے محسوس کیا کہ آنجناب کی جنبشِ قلم سے جو صداقت ٹپکتی ہے وہ یقیناً قدرتی صلاحیتوں اور غیبی نصرت کا کرشمہ ہے۔

قاری محمد ابراہیم ضلع مظفر آباد موضع چناری آزاد کشمیر

ماہنامہ "حق چاریار رضہ" جلد ۲ شمارہ ۵-۶ ماہ جمادی الاول / جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ موصول ہوا ۔ پرچہ اپنے حسن اور ظاہری و باطنی کمالات کا مظہر ہے ۔ مضامین کا انتخاب بھی لاجواب ہے ۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ رسالہ افراط و تفریط سے پاک ہے ۔ اہلسنت کا سب سے بڑا طرۂ امتیاز اعتدال ہی ہے ۔ حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم نے اداریہ میں قوم کو جس دھیمے انداز میں بلا کسی اشتعال کے جگایا ہے وہ بھی بہت خوب ہے میری یہ تہہ دل سے دُعا ہے کہ اللہ پاک حضرت امیر مرکزیہ کو صحت و تندرستی اور عمر دراز عطا فرمائے اور ہر سُنی مسلمان کو اس رسالہ کے مطالعہ کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔

یارانِ مصطفےٰ

حضورؐ اکرم کے یاروں رضہ کی نرالی شان و شوکت ہے   خصومت جو رکھیں اِن سے مقدر ان کو لعنت ہے

ہے کج چشمی کہ حق کو اور ملوثی تعصب کی   نظر آئے انہیں کیونکر صحابہ رضہ کی جو عظمت ہے

بیچین رہتوری (بدایونی)

عن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال :

أبو بكر في الجنة

وعمر في الجنة

وعثمان في الجنة

وعلي في الجنة

وطلحة في الجنة

والزبير في الجنة

وعبد الرحمن بن عوف في الجنة

وسعد بن أبي وقاص في الجنة

وسعيد بن زيد في الجنة

وأبو عبيدة بن الجراح في الجنة

رواه الترمذی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و عبدالرحمن بن عوف

و سعد بن ابی وقاص و سعید بن زید و ابو عبیدہ بن الجراح جنتی ہیں

رواہ الترمذی